# شرح السنۃ

تالیف

امام ابو محمد حسن بن علی بن خلف بربہاری رحمہ اللہ (۳۲۹ھ)

(اپنے دور میں اہلِ سُنّت کے امام)

ترجمہ

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(داعی و باحث صوبائی جمعیت اہلِ حدیث، ممبئی)

صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

# شرح السنة

تالیف

امام ابو محمد حسن بن علی بن خلف بربہاری رحمہ اللہ (۳۲۹ھ)

(اپنے دور میں اہل سنت کے امام)

ترجمہ

ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(داعی و باحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

© حقوق طبع محفوظ ہیں

نام کتاب : **شرح السنة** (علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتابوں سے تخریج شدہ ایڈیشن)

تالیف : امام ابو محمد حسن بن علی بن خلف بربہاری رحمہ اللہ

اہتمام : مرکز المنبر للتحقیق والبحث العلمي

(مکتبۃ الامام الوادعی یمن - دار عمر بن الخطاب مصر)

ترجمہ : ابو عبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

سنہ اشاعت : جمادی الاولی ۱۴۴۷ھ مطابق نومبر ۲۰۲۵ء

تعداد : تین ہزار

ایڈیشن : اول

صفحات : ۱۱۸

طباعت : A1 گرافکس اسٹوڈیو | +91-9819189965

قیمت :

ناشر : شعبہ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

## ملنے کے پتے:

✧ دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی، 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070 ٹیلیفون: 9892255244

✧ جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی، فون: 226526 / 225071

✧ مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون: 02356-264455

# تقدیم

## از: فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ (امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

إِنَّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ، أَمَّا بَعْدُ:

یہ مختصر رسالہ "شرح السنۃ" جسے امام زمانہ ابومحمد حسن بن خلف بر بہاری رحمہ اللہ نے مرتب کیا ہے، عقیدۂ اسلامیہ کے موضوع پر مختصر ہونے کے باوجود انتہائی جامع ہے، اس کا ایک ایک جملہ سلف کے عقیدہ ومنہج کا ترجمان اور اہل بدعت کے تعارف اور ان سے تحذیر کے باب میں انتہائی گراں قدر بلکہ چشم کشا ہے۔فرق ضالہ اور بدعتیوں کے رد میں دیگر کتب عقائد واصلاح کے مابین اس رسالہ کو بڑا امتیازی مقام حاصل ہے، اس کا اندازہ مولف رحمہ اللہ کے رسالہ کے ان ابتدائی کلمات سے ہو جاتا ہے:

"اعْلَمُوا أَنَّ الْإِسْلَامَ هُوَ السُّنَّةُ، وَالسُّنَّةَ هِيَ الْإِسْلَامُ، وَلَا يَقُومُ أَحَدُهُمَا إِلَّا بِالْآخَرِ. فَمِنَ السُّنَّةِ لُزُومُ الْجَمَاعَةِ؛ فَمَنْ رَغِبَ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَفَارَقَهَا؛ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، وَكَانَ ضَالًّا مُضِلًّا"۔

آغاز رسالہ کے یہ الفاظ نہایت معنیٰ خیز، مبنی برحقیقت، دین کی حفاظت کے اصول اور اس سے دوری کی سنگینی کو نمایاں کرنے کے لئے نمائندہ ہیں، اسی لئے مصلحین عقیدہ اعلام امت نے سلف سے لے کر خلف تک امام بر بہاری رحمہ اللہ کے اس رسالہ کو اصلاح عقیدہ اور اہل بدعت سے تحذیر اور ان سے دور رہنے کی ضرورت پر کلیدی رسالہ قرار دیا ہے۔

آج ہر طرف بدعات وفتن کا زور ہے، کتنے اہل حق ہیں جو بدعت و اہل بدعت کے تعلق سے تساہل وچشم پوشی بلکہ مداہنت سے کام لیتے ہیں، ایسے میں واجب ہو جاتا ہے کہ صحیح عقیدہ اور سلف

کے مسلک کو مزید عام کیا جائے ۔اس سلسلہ میں اس وقیع کتابچہ کی خوب نشر واشاعت اور مسلسل شرح و درس بھی ہو، تاکہ حق و باطل کی صحیح تصویر جماعت وملت کے سامنے آئے اور ان گم گشتگانِ راہِ سلف سے کہا جائے:

؎ بتان رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا   نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

عالم اسلام کے دور حاضر کے کبار علماء اس "شرح السنۃ" کے درس وشرح کا خوب اہتمام کر رہے ہیں، وطن عزیز میں بھی اس کا اہتمام ہو رہا ہے۔صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی طرف سے فاضل جماعت عزیز مکرم شیخ عنایت اللہ مدنی بھی تسلسل کے ساتھ اس کے درس وشرح کا کام کر رہے ہیں ۔درس کے ساتھ ساتھ عزیز مکرم نے اس کا مستند ترجمہ مع حواشی کا کام بھی کر دیا ہے تاکہ اس کا فائدہ عام ہو سکے، یقیناً یہ سب اللہ کی توفیق کے بعد ہی ممکن ہوا ہے، فجزاہ اللہ خیراً۔

ائمۂ مساجد، دعاۃ، مدرسین، طلبہ اور فکرمندان اصلاح اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں اس لئے صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر واشاعت کی طرف سے اسے بڑی تعداد میں شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسے مفید سے مفید تر بنائے ،مولف ومترجم اور تمام معاونین کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے ذمہ داران کو اس طرح کے بنیادی اعمال کی مزید توفیق دے، آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

خادمِ جماعت وجمعیت

**عبدالسلام سلفی**

۸/نومبر ۲۰۲۵ء

۱۶/جمادی الآولیٰ ۱۴۴۷ھ

# عرض مترجم

عقیدہ ومنہج کی اصلاح وسدھار، باطل عقائد ومناہج کی بیخ کنی اور اس سے تنبیہ وتحذیر کتاب وسنت اور سلف امت کے ائمہ وعلماء کا مشن ہے۔امت کے ائمہ واعلام نے ہر دور میں اللہ کے بندوں کو صحیح عقیدہ ومنہج کی تعلیم وتربیت اور باطل عقائد ومناہج سے تنبیہ وآگاہی نیز منحرفین، باطل پرستوں اور گمراہ گروں کی تلبیس کاریوں اور فرق ضالہ سے چوکنا کرنے کے لئے کتابیں لکھیں، اس سلسلہ میں امام اہل سنت امام احمد بن حنبل، امام ابوزرعہ، امام دارمی، امام ابن مندہ، امام لالکائی، امام ابوبکر الآجری، امام ابن بطہ عکبری، امام ابومحمد حسن بر بہاری، امام خلال، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم وغیرہم رحمہم اللہ کے نام بطورمثال قابل ذکر ہیں، جنہوں نے احقاق حق اور ابطال باطل میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ پوری جرأت وہمت، پامردی، بصیرت اور غیرت وحمیت کے ساتھ حق کو آشکارااور باطل اور باطل پرستوں کو بے نقاب کرکے لوگوں کو ان کے افکارونظریات سے آگاہ کیا، بالآخر فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

”يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ، يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ، وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِيْنَ“۔ ①

اس علم کی امانت کو بعد میں آنے والی ہر پیڑھی کے ثقہ لوگ اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے، اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی زیادتیاں اور جاہلوں کی تاویلات دور کریں گے۔ کے مصداق قرار پائے۔فجزاہم اللہ عن المسلمین خیراً

زیرنظر”شرح السنۃ“ نامی رسالہ بھی اسی زریں سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو چوتھی صدی ہجری کے امام اہل سنت علامہ ابومحمد حسن بر بہاری رحمہ اللہ (۳۲۹ھ) کی تالیف لطیف ہے۔عقیدہ ومنہج اہل

① سنن کبری بیہقی (۲۰۹۱۱) علامہ البانی نے اسے مشکاۃ کی تخریج (۲۴۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

سنت پر مشتمل یہ عظیم الشان جامع رسالہ اپنی اصالت اور معنویت کے سبب مشہور زمانہ ہے۔

اس عظیم رسالہ سے خود علمی و منہجی استفادہ اور طلبہ وعوام کو اس کا ترجمہ فراہم کرنے کی غرض سے اس کے سلیس ترجمہ کا داعیہ پیدا ہوا۔ چونکہ اس رسالہ کا متن علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتابوں سے تخریج شدہ "مركز المنبر للتحقيق والبحث العلمي" کے اہتمام کے ساتھ (مكتبة الامام الوادعی یمن ودار عمر بن الخطاب مصر سے) طبع شدہ ایڈیشن کا پی ڈی ایف نسخہ دستیاب تھا، لہٰذا افادیت کے پیش نظر اس ایڈیشن کا ترجمہ کیا گیا ہے، البتہ بعض جگہوں پر بغرض اتمام فائدہ تکمیلی وتوضیحی حواشی اور مختصر تعلیقات لگائے گئے ہیں۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

رسالہ کے ترجمہ میں حسب معمول کوشش رہی ہے کہ الفاظ وتعبیرات سے آزاد ہوئے بغیر زبان سلیس اور رواں رہے اور مولف کے مقصود کی کما حقہ ترجمانی ہو سکے، راقم اللہ تعالیٰ سے حسن توفیق، غلطیوں لغزشوں کی معافی اور نفس وشیطان کے شر سے پناہ کا خواستگار ہے۔

اس رسالہ کی اشاعت پر میں اللہ عزوجل کی حمد وشکر کے بعد صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے اپنی دیرینہ منہجی غیرت، سنت وسلفیت سے والہانہ محبت اور اس کی نشر واشاعت کے جذبہ فراواں کے باعث اس رسالہ کی اشاعت کی منظوری بخشی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

اخیر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ہر خاص و عام کے لئے یکساں مفید بنائے اور اراکین جمعیت بالخصوص امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ نیز اس کے مولف، مترجم، ناشر اور جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

ممبئی-۸/ نومبر ۲۰۲۵ء

اخوکم فی اللہ

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

(شعبۂ نشر واشاعت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

(inayatullahmadni@gmail.com)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحَمْدُ للَّهِ، نَحْمَدُهُ، وَنستَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْماً كَثِيْراً.

حمد وصلاۃ کے بعد:

یقیناً علماء سلف صالحین اپنے طور طریقہ، اعمال اور عقائد سمیت پوری زندگی میں اُسی منہج پر گامزن رہے جس کا نقشہ نبیٔ ہدایت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے ذریعہ رہنمائی حاصل کرتے تھے اور آپ کی سنت پر کاربند رہتے تھے، اور جب اس منہج وشاہراہ سے انحراف پیدا ہوتا تھا تو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیادوں پر بیان حق اور شبہات کی تردید وبیخ کنی کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

جن اہم ابواب میں نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات و ہدایات سے انحراف پیدا ہوا اُن میں اہم ترین باب ''عقیدہ کا باب'' ہے، باوجودیکہ عقیدہ ہی وہ اساس ہے جس پر مسلمان دیگر امور کی بنیاد رکھتا ہے، چنانچہ اگر عقیدہ درست ہوتا ہے تو اپنے شروط کے ساتھ اعمال بھی درست ہوتے ہیں اور اگر عقیدہ بگڑ جائے تو اعمال بھی بگڑ جاتے ہیں۔

اسی بنیاد پر اہل علم نے عقیدہ کی اہمیت کو محسوس کیا اور اس بارے میں ایسی کتابیں اور رسائل تالیف کیں جو ان باتوں کو کھول کر بیان کریں جن کا ایک مسلمان کو اجمالی و تفصیلی طور پر عقیدہ رکھنا واجب ہے، اس سلسلہ کی کچھ مشہور ترین کتابیں درج ذیل ہیں:

① السنۃ، از امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (وفات: ۲۴۱ھ)۔

② السنۃ، از امام مزنی رحمہ اللہ (وفات: ۲۶۴ھ)۔

③ السنۃ، از امام ابن ابو عاصم رحمہ اللہ (وفات: ۲۸۷ھ)۔

④ السنۃ، از امام خلال رحمہ اللہ (وفات: ۳۱۱ھ)۔

⑤ شرح السنۃ، از امام بربہاری رحمہ اللہ (وفات: ۳۲۹ھ)۔

⑥ الشریعۃ، از امام آجری رحمہ اللہ (وفات: ۳۶۰ھ)۔

## مولف رسالہ امام بربہاری رحمہ اللہ کا تعارف:

یہ ابو محمد الحسن بن علی بن خلف بربہاری رحمہ اللہ ہیں۔

ان کے بارے میں امام ابن ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے ''طبقات الحنابلۃ'' میں فرمایا:

''حسن بن علی بن خلف ابو محمد بربہاری رحمہ اللہ اپنے دور میں اہل علم کے سرخیل تھے، اور اہل بدعت پر نکیر کرنے نیز ہاتھ اور زبان کے ذریعہ اُن کی مخالفت و تردید کرنے میں سرفہرست تھے، حاکم وقت کے یہاں آپ کی شہرت و مقبولیت تھی، آپ اپنے ساتھیوں اور

ہم جولیوں کے درمیان بلند مقام مانے جاتے تھے، آپ ذی علم ائمہ، اصولوں کے پختہ حفاظ اور ثقہ ایمان والوں میں سے ایک تھے''۔

## آپ کی تصنیفات:

کسی سیرت نگار نے امام بر بہاری رحمہ اللہ کے اس (زیرنظر) رسالہ ''شرح السنۃ'' کے علاوہ دیگر تصنیفات کا ذکر نہیں کیا ہے، ممکن ہے اگر کچھ دوسری تصنیفات رہی ہوں تو مشہور نہ ہوئی ہوں۔

## مولف کی طرف کتاب کی نسبت کی توثیق:

امام بر بہاری رحمہ اللہ کے اکثر سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ایک کتاب ہے جس کا نام ''شرح السنۃ'' ہے، اور بعض علماء نے اس کتاب سے اقتباسات بھی نقل کئے ہیں، جن میں سے چند نام حسب ذیل ہیں:

① امام ابن ابویعلی نے ''طبقات الحنابلۃ'' میں، یہ سب سے زیادہ اقتباسات نقل کرنے والے ہیں۔

② شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ''المسودۃ'' (ص: ۵۰۰) میں۔

③ امام ذہبی رحمہ اللہ نے کتاب ''العلو'' (۲/ ۱۲۶۰) میں۔

## کتاب میں ہمارا کام:

① قرآنی آیات کے حوالے نقل کرنا۔

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث و آثار کی مختصر تخریج کرنا جنہیں مصنف رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے یا اُس کی طرف اشارہ کیا ہے، ساتھ ہی حدیث پر حسب استطاعت اہل علم بالخصوص علامہ البانی رحمہ اللہ کے احکام ذکر کرنا۔

③ صحیح ترین قلمی نسخہ کی بنیاد پر افضل ترین شائع شدہ ایڈیشن کا مراجعہ کر کے کتاب کے متن کی تصحیح واصلاح کرنا، اور اس میں اس نسخہ پر اعتماد کرنا بھی ہے جسے امام ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب ''طبقات الحنابلہ'' میں ذکر کیا ہے، اور میں نے اس ایڈیشن پر اعتماد کیا ہے جس کی تحقیق ڈاکٹر عبد الرحمن بن سلیمان العثیمین کی ہے؛ کیونکہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ چار قلمی نسخوں پر اس کا موازنہ کیا گیا ہے، ان چار نسخوں کو انہوں نے دس نسخوں سے منتخب کیا ہے، بنابریں یہ ایڈیشن اُس سے بھی صحیح ترین ایڈیشن ہے جس کی تحقیق شیخ محمد حامد الفقی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

ہم اللہ سے دعا گو ہیں اس عمل کو قبول فرمائے اور اس میں ہونے والی کوتاہیوں لغزشوں کو معاف فرمائے۔

اہتمام

مركز المنبر للتحقيق والبحث العلمي

# شَرْحُ السُّنَّةِ

## أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ خَلَفٍ الْبَرْبَهَارِيُّ رَحِمَهُ اللهُ

## (۲۵۳هـ - ۳۲۹هـ)

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهِ، وَأَخْرَجَنَا فِي خَيْرِ أُمَّةٍ؛ فَنَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضَى، وَالْحِفْظَ مِمَّا يَكْرَهُ وَيَسْخَطُ.

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اسلام کی توفیق عطا فرمائی، ہم پر اس کا احسان فرمایا، اورہمیں سب سے بہتر امت میں شامل فرمایا، لہٰذا ہم اُس سے اُس کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کی توفیق مانگتے ہیں اور ناپسندیدہ و ناراضگی کی چیزوں سے حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔

**[۱]** اعْلَمُوا أَنَّ الْإِسْلَامَ هُوَ السُّنَّةُ، وَالسُّنَّةَ هِيَ الْإِسْلَامُ، وَلَا يَقُومُ أَحَدُهُمَا إِلَّا بِالْآخَرِ.

جان لو کہ اسلام ہی سنت ہے اور سنت ہی اسلام ہے، دونوں میں ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔

**[۲]** فَمِنَ السُّنَّةِ لُزُومُ الْجَمَاعَةِ؛ فَمَنْ رَغِبَ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَفَارَقَهَا؛ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ[۱]، وَكَانَ ضَالًّا مُضِلًّا.

---

[۱] اسے امام ابو داود (۴۷۵۸)، امام احمد نے مسند (۲۱۵۶۰، ۲۱۵۶۱) اور امام حاکم نے مستدرک (۴۰۱، ۴۰۲) میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: =

چنانچہ سنت میں جماعت کو لازم پکڑنا بھی ہے؛ کیونکہ جس نے جماعت سے اعراض کیا اور اس سے جدا ہو گیا، درحقیقت اُس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال پھینکا، اور خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہو گیا۔

**[۳]** وَالْأَسَاسُ الَّذِي تُبْنَى عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ؛ هُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَرَحِمَهُمْ أَجْمَعِينَ؛ وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؛ فَمَنْ لَمْ يَأْخُذْ عَنْهُمْ فَقَدْ ضَلَّ وَابْتَدَعَ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَالضَّلَالَةُ وَأَهْلُهَا فِي النَّارِ[۱].

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:

''لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ فِي ضَلَالَةٍ رَكِبَهَا حَسِبَهَا هُدًى، وَلَا فِي هُدًى تَرَكَهُ حَسِبَهُ ضَلَالَةً؛ فَقَدْ بُيِّنَتِ الْأُمُورُ، وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ، وَانْقَطَعَ الْعُذْرُ''[۲].

---

= ''مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ''۔
جو ایک بالشت بھی جماعت سے جدا ہوا درحقیقت اُس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال پھینکا۔
امام البانی رحمہ اللہ نے اسے ظلال الجنۃ (۸۹۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۱) جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان: ''وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' (بدترین چیزیں نو ایجاد کردہ امور ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔) میں ثابت ہے، اسے امام مسلم نے (۸۶۷) روایت کیا ہے، الفاظ اسی کے ہیں، اسی طرح اسے امام نسائی (۱۵۷۸) اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(۲) اسے عمر بن شبہ نے ''أخبار المدینۃ'' (۲/ ۱۲) میں اور امام ابن بطہ نے ''الابانۃ الکبری'' (۱۶۲) میں بروایت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نقل فرمایا ہے، اور اس کی سند منقطع ہے۔

[البتہ اس کی تائید عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ نے ''السنۃ'' میں نقل فرمایا ہے: ''لَا عُذْرَ لِأَحَدٍ بَعْدَ السُّنَّةِ فِي ضَلَالَةٍ رَكِبَهَا يَحْسَبُ أَنَّهَا هُدًى'' (سنت کے بعد کسی کے گمراہ ہونے کا کوئی عذر مقبول نہیں، جس نے گمراہی کو ہدایت سمجھ کر اپنا لیا ہو) اس کی سند صحیح ہے، علامہ سلیم بن عید ہلالی رحمہ اللہ نے السنۃ للمروزی کی تحقیق میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: (ص: ۲۴۷، نمبر: ۸۴) (مترجم)]۔

وَذَلِكَ أَنَّ السُّنَّةَ وَالْجَمَاعَةَ قَدْ أَحْكَمَا أَمْرَ الدِّينِ كُلِّهِ، وَتَبَيَّنَ لِلنَّاسِ؛ فَعَلَى النَّاسِ الِاتِّبَاعُ.

اور جس اساس پر جماعت کی بنیاد قائم ہوتی ہے وہ محمد ﷺ کے صحابہ کرام ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام پر رحم فرمائے؛ اور وہی اہل سنت و جماعت ہیں؛ لہٰذا جس نے اُن سے اپنا دین نہیں لیا وہ گمراہ اور بدعتی ہوگیا اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی و گمراہ لوگ جہنم رسید ہوں گے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی آدمی جو گمراہی کو ہدایت سمجھ کر اپنالے معذور نہ ہوگا، اسی طرح جو ہدایت کو گمراہی سمجھ کر چھوڑ دے وہ بھی معذور نہ ہوگا؛ کیونکہ ہدایت و گمراہی کی باتیں کھول کھول کر بیان کردی گئی ہیں، حجت ثابت ہوگئی ہے اور عذر و بہانہ ختم ہو چکا ہے۔

اس لئے کہ سنت اور جماعت نے پورے دین کے معاملہ کو ٹھوس اور مضبوط کر دیا ہے، اور لوگوں کے سامنے دین واضح ہوگیا ہے؛ لہٰذا لوگوں پر اتباع واجب ہے۔

**[٤]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّ الدِّينَ إِنَّمَا جَاءَ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- لَمْ يُوضَعْ عَلَى عُقُولِ الرِّجَالِ وَآرَائِهِمْ، وَعِلْمُهُ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ؛ فَلَا تَتَّبِعْ شَيْئًا بِهَوَاكَ؛ فَتَمْرُقَ مِنَ الدِّينِ، فَتَخْرُجَ مِنَ الْإِسْلَامِ؛ فَإِنَّهُ لَا حُجَّةَ لَكَ؛ فَقَدْ بَيَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأُمَّتِهِ السُّنَّةَ، وَأَوْضَحَهَا لِأَصْحَابِهِ، وَهُمُ الْجَمَاعَةُ، وَهُمُ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ، وَالسَّوَادُ الْأَعْظَمُ: الْحَقُّ وَأَهْلُهُ، فَمَنْ خَالَفَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدِّينِ؛ فَقَدْ كَفَرَ.

اور جان لو -اللہ آپ پر رحم فرمائے- کہ دین دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے آیا

ہے، لوگوں کی عقلوں اور آراء پر نہیں رکھا گیا ہے، اور اس کا علم اللہ کے پاس اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے، لہٰذا اپنی خواہش نفس کی بنیاد پر کسی چیز کی پیروی نہ کرو ورنہ تم دین سے نکل جاؤ گے اور اسلام سے خارج ہو جاؤ گے؛ کیونکہ تمہارے پاس کوئی حجت و دلیل نہ ہوگی؛ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے سنت کھول کر بیان کر دیا ہے اور اُسے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے واضح فرما دیا ہے، وہی جماعت ہیں اور وہی سواد اعظم ہیں۔ اور سواد اعظم: حق اور اہل حق کو کہتے ہیں، لہٰذا جو شخص دین کے کسی بھی معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مخالفت کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

**[٥]** وَاعْلَمْ أَنَّ النَّاسَ لَمْ يَبْتَدِعُوا بِدْعَةً قَطُّ حَتَّى تَرَكُوا مِنَ السُّنَّةِ مِثْلَهَا[١]؛ فَاحْذَرِ الْمُحْدَثَاتِ مِنَ الْأُمُورِ؛ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ،

---

① [اس بارے میں غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ"۔

جو بھی قوم کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے اُسی کے مثل سنت اٹھالی جاتی ہے۔

(اسے امام احمد نے اپنی مسند (١٦٩٧٠) میں روایت کیا ہے، مگر اس کی سند کو مسند کے محققین نے اسی طرح علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلہ ضعیفہ، حدیث (٦٧٠٧)، وضعیف الجامع (٤٩٨٣)، وضعیف الترغیب (٣٧)، وتخریج مشکاۃ المصابیح (١٨٧)۔

البتہ جلیل القدر تابعی حسان بن عطیہ محاربی رحمہ اللہ سے مقطوعاً مروی ہے: "مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"۔

جو بھی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی سنتوں میں سے اسی جیسی سنت کھینچ لیتا ہے پھر اسے قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹاتا۔

(دیکھئے: سنن دارمی (٩٩)، وشرح أصول اعتقاد أہل السنۃ از لالکائی (١٢٩)، اس کی سند صحیح ہے، دارمی کے محقق حسین سلیم اسد دارانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اسی طرح علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ ضعیفہ (٦٧٠٧ کے تحت) اور تخریج مشکاۃ (١٨٨) میں صحیح قرار دیا ہے)۔ (مترجم)]۔

وَالضَّلَالَةُ وَأَهْلُهَا فِي النَّارِ.

اور جان لو کہ لوگ کبھی کوئی بدعت ایجاد نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ اسی جیسی سنت چھوڑ دیتے ہیں، اس لئے دین میں نئی نئی باتوں سے بچو، کیونکہ دین میں ہر نو ایجاد چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی وگمراہ لوگ جہنم رسید ہیں۔

**[٦]** وَاحْذَرْ صِغَارَ الْمُحْدَثَاتِ مِنَ الْأُمُورِ، فَإِنَّ صِغَارَ الْبِدَعِ تَعُودُ حَتَّى تَصِيرَ كِبَارًا، وَكَذَلِكَ كُلُّ بِدْعَةٍ أُحْدِثَتْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ، كَانَ أَوَّلُهَا صَغِيرًا يُشْبِهُ الْحَقَّ؛ فَاغْتَرَّ بِذَلِكَ مَنْ دَخَلَ فِيهَا، ثُمَّ لَمْ يَسْتَطِعِ الْخُرُوجَ مِنْهَا، فَعَظُمَتْ وَصَارَتْ دِينًا يُدَانُ بِهِ، فَخَالَفَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ؛ فَخَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ (١).

فَانْظُرْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- كُلَّ مَنْ سَمِعْتَ كَلَامَهُ مِنْ أَهْلِ زَمَانِكَ خَاصَّةً فَلَا تَعْجَلَنَّ، وَلَا تَدْخُلَنَّ فِي شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى تَسْأَلَ وَتَنْظُرَ: هَلْ تَكَلَّمَ فِيهِ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ؟ فَإِنْ أَصَبْتَ فِيهِ أَثَرًا عَنْهُمْ فَتَمَسَّكْ بِهِ، وَلَا تُجَاوِزْهُ لِشَيْءٍ، وَلَا تَخْتَرْ عَلَيْهِ شَيْئًا فَتَسْقُطَ فِي النَّارِ (٢).

---

(١) [علامہ البانی رحمہ اللہ کوفہ کی مسجد میں حلقات بنا کر تسبیحات واذکار کرنے کی بدعت کے واقعہ سے مستنبط فوائد کے تحت فرماتے ہیں: "ومنها: أن البدعة الصغيرة بريد إلى البدعة الكبيرة، ألا ترى أن أصحاب تلك الحلقات صاروا بَعْدُ من الخوارج الذين قتلهم الخليفة الراشد علي بن أبي طالب؟ فهل من مُعتبر؟!"۔

[دیکھئے: سلسلہ صحیحہ، حدیث (٢٠٠٥)، وسلسلۃ الآثار الصحیحۃ، از ابوعبداللہ الدانی بن منیر آل زہوی، حدیث (٩٩)]۔

چھوٹی بدعت بڑی بدعت کی ڈاک ہے، کیا تم غور نہیں کرتے کہ ان حلقات میں بیٹھنے والے بعد میں خوارج بن گئے جنہیں خلیفۂ راشد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا؟ کیا کوئی عبرت حاصل کرے گا؟! (مترجم)]۔

(٢) [عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: =

اور دین میں چھوٹی چھوٹی نئی ایجاد کردہ باتوں سے بچو، کیونکہ چھوٹی بدعتیں بعد میں بڑی ہوجاتی ہیں، اسی طرح اس امت میں ایجاد کردہ ہر بدعت پہلے چھوٹی تھی حق کے مشابہ تھی، لہٰذا اس میں داخل ہونے والا دھوکے میں پڑ گیا اُس سے نکل نہ سکا، پھر وہ بدعت بڑی اور سنگین تر ہوکر دین بن گئی جسے بطور دین اپنایا جانے لگا، چنانچہ اس نے صراط مستقیم کی مخالفت کی اور اسلام سے خارج ہوگیا۔

اس لئے -اللہ آپ پر رحم فرمائے- دھیان رکھو، خاص طور پر اپنے دور کے لوگوں میں سے جس کی بھی بات سنو تو ہرگز جلدی نہ کرو اور اس میں سے کسی بھی چیز میں ہرگز داخل نہ ہو' یہاں تک کہ پوچھ لو اور دیکھ لو: کہ کیا اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے یا علماء کرام میں سے کسی نے کوئی بات کہی ہے؟ چنانچہ اگر تمہیں اس بارے میں صحابہ کرام سے کوئی اثر ملے تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لو، اور کسی بھی چیز کے سبب اُس سے تجاوز نہ کرو، نہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز اختیار کرو، ورنہ تم جہنم کی کھائی میں جا گرو گے۔

**[٧]** وَاعْلَمْ أَنَّ الْخُرُوجَ مِنَ الطَّرِيقِ عَلَى وَجْهَيْنِ: أَمَّا أَحَدُهُمَا: فَرَجُلٌ قَدْ زَلَّ عَنِ الطَّرِيقِ، وَهُوَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الْخَيْرَ، فَلَا يُقْتَدَى بِزَلَّتِهِ، فَإِنَّهُ هَالِكٌ. وَآخَرُ

---

= ”لِيَكُنِ الَّذِي تَعْتَمِدُ عَلَيْهِ هُوَ الْأَثَرُ، وَخُذْ مِنَ الرَّأْيِ مَا يُفَسِّرُ لَكَ الْحَدِيثَ“۔

تمہارا اصل اعتماد حدیث پر ہونا چاہیے، رائے کا استعمال اتنا ہی کرو جتنے سے حدیث کی وضاحت ہوجائے۔

[حلیۃ الاولیاء (٨/ ١٦٥)، وجامع بیان العلم (٣٢٧، ٤٨٠)، والفقیہ والمتفقہ (٢/ ٦٦٤)، وذم الکلام (٣٣٥)]۔

نیز امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

”يَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ لَا يَحُكَّ رَأْسَهُ إِلا بِأَثَرٍ“۔

آدمی پر واجب ہے کہ حدیث کے بغیر اپنا سر بھی نہ کھجلائے۔

[الجامع لاخلاق الراوی (١٧٤)، وآداب الاملاء والاستملاء (٣٢٠)، وفتح المغیث (٢/ ٣٦٠)۔(مترجم)]۔

عَانَدَ الْحَقَّ، وَخَالَفَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ، فَهُوَ ضَالٌّ مُضِلٌّ شَيْطَانٌ مَرِيدٌ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ، حَقِيقٌ عَلَى مَنْ يَعْرِفُهُ أَنْ يُحَذِّرَ النَّاسَ مِنْهُ، وَيُبَيِّنَ لِلنَّاسِ قِصَّتَهُ لِئَلَّا يَقَعَ أَحَدٌ فِي بِدْعَتِهِ فَيَهْلِكَ.

اور جان لو کہ راہ راست سے نکلنے کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

ایک: وہ آدمی جو راہ راست سے پھسل جائے حالانکہ وہ خیر ہی چاہتا ہے، تو اس کی لغزش کی پیروی نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

دوسری: وہ آدمی جو حق سے سرکشی کرے اور اپنے پیشرو تقویٰ شعاروں (اہل سنت) کی مخالفت کرے، تو ایسا شخص خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے، اس امت کا حد درجہ سرکش شیطان ہے، اس بات کا سزاوار ہے کہ جو اسے جانے لوگوں کو اس سے ڈرائے اور چوکنا کرے، اور انہیں اس کی حقیقت حال سے آگاہ کرے' تاکہ کوئی اُس کی بدعت میں پڑ کر ہلاک نہ ہو۔

**[٨]** وَاعْلَمْ - رَحِمَكَ اللهُ - أَنَّهُ لَا يَتِمُّ إِسْلَامُ عَبْدٍ حَتَّى يَكُونَ مُتَّبِعًا مُصَدِّقًا مُسَلِّمًا، فَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ قَدْ بَقِيَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْإِسْلَامِ لَمْ يَكْفُونَا إِيَّاهُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَدْ كَذَّبَهُمْ، وَكَفَى بِهَذَا فُرْقَةً وَطَعْنًا عَلَيْهِمْ، وَهُوَ مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ مُحْدِثٌ فِي الْإِسْلَامِ مَا لَيْسَ مِنْهُ[١].

---

① [عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ''۔

اتباع کرو، بدعتیں ایجاد نہ کرو کیونکہ تمہارے لئے کفایت کی جا چکی ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[سنن دارمی (٢٠٥)، والبدع والنہی عنہا، ابن وضاح (١٧)، والسنۃ ابن نصر (٢٨)، ومعجم کبیر طبرانی (٨٧٧٠)، وشعب الایمان، بیہقی (٢٢١٦)، وذم التاویل، ہروی (٥٨)]۔ (مترجم)

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ کسی بندے کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اتباع کرنے والا، تصدیق کرنے والا، تسلیم کرنے والا ہو جائے، لہٰذا جس نے یہ گمان کیا (کہا) کہ اسلام کے معاملہ کی کوئی چیز باقی رہ گئی ہے جس کی بابت رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمارے لئے کفایت نہیں کی ہے' اُس نے انہیں جھوٹا قرار دیا، اور یہ بات ان سے جُدا ہونے اور اُن کی عیب جوئی و طعنہ زنی کے لئے کافی ہے، ایسا شخص بدعتی، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا اور اسلام میں ایک نئی چیز پیدا کرنے والا ہے جو اس میں سے نہیں ہے۔

**[٩]** وَاعْلَمْ - رَحِمَكَ اللهُ - أَنَّهُ لَيْسَ فِي السُّنَّةِ قِيَاسٌ، وَلَا تُضْرَبُ لَهَا الْأَمْثَالُ، وَلَا تُتَّبَعُ فِيهَا الْأَهْوَاءُ، وَهُوَ التَّصْدِيقُ بِآثَارِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِلَا كَيْفٍ وَلَا شَرْحٍ، وَلَا يُقَالُ: لِمَ؟ وَلَا كَيْفَ؟[١]

---

① [زبیر بن عربی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الحَجَرِ، فَقَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ" قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ، أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ، قَالَ: "اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِاليَمَنِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ"۔ (بخاری:١٦١١، ترمذی:٨٦١، واحمد:٦٣٩٦)

ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو چھونے کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اُسے چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔ اُس شخص نے کہا: اگر میں بھیڑ کے سبب نہ پہنچ سکوں تو آپ کا کیا خیال ہے، اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: یہ اپنا 'کیا خیال ہے، کیا رائے ہے؟' یمن میں رکھ کے آؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اُسے چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا آثَارُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَالسُّنَّةُ تُفَسِّرُ الْقُرْآنَ، وَهِيَ دَلَائِلُ الْقُرْآنِ، ==

**اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ سنت میں قیاس نہیں ہے، نہ اس کے لئے مثالیں بیان کی جائیں گی، نہ اس میں خواہشات نفسانی کی پیروی کی جائے گی، بلکہ وہ ''بلا کیفیت اور بلا شرح'' رسول اللہ ﷺ کی احادیث و آثار کی تصدیق کا نام ہے، سنت کے مقابلہ میں ''کیوں؟'' اور ''کیسے؟'' وغیرہ نہیں کہا جا سکتا۔**

**[۱۰]** وَالْكَلَامُ وَالْخُصُومَةُ وَالْجِدَالُ وَالْمِرَاءُ مُحْدَثٌ يَقْدَحُ الشَّكَّ فِي الْقَلْبِ، وَإِنْ أَصَابَ صَاحِبُهُ الْحَقَّ وَالسُّنَّةَ. ①

---

== وَلَيْسَ فِي السُّنَّةِ قِيَاسٌ، وَلَا تُضْرَبُ لَهَا الْأَمْثَالُ، وَلَا تُدْرَكُ بِالْعُقُولِ وَلَا الْأَهْوَاءِ، إِنَّمَا هِيَ الِاتِّبَاعُ وَتَرْكُ الْهَوَى، وَمِنَ السُّنَّةِ اللَّازِمَةِ الَّتِي مَنْ تَرَكَ مِنْهَا خَصْلَةً لَمْ يَقُلْهَا وَيُؤْمِنْ بِهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا: الْإِيمَانُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، وَالتَّصْدِيقُ بِالْأَحَادِيثِ فِيهِ، وَالْإِيمَانُ بِهَا لَا يُقَالُ: لِمَ وَلَا كَيْفَ''۔

ہمارے یہاں سنت رسول اللہ ﷺ کے آثار ہیں اور سنت قرآن کریم کی تفسیر کرتی ہے، یہ قرآن کے دلائل ہیں، سنت میں قیاس نہیں ہے، اس کے لئے مثالیں بیان کی جا سکتی ہیں نہ عقل و دانش اور خواہشات نفسانی سے ان کا ادراک کیا جا سکتا ہے، بلکہ در اصل سنت اتباع کا اور نفس پرستی چھوڑ دینے کا نام ہے۔ اور ایک لازمی سنت (عقیدہ) جس میں سے اگر کوئی ایک پہلو بھی چھوڑ دے گا، اس کا قائل ہوگا نہ اس پر ایمان رکھے گا تو اہل سنت میں سے نہیں ہوگا وہ اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنا اور اس بارے میں آئی ہوئی احادیث کی تصدیق کرنا ہے، اور اس پر ایمان یہ ہے کہ ''کیوں؟'' اور ''کیسے؟'' نہ کہا جائے۔

(دیکھئے: أصول السنة، امام احمد، ص: ۱۷، وشرح أصول الاعتقاد، از لالکائی، ۱/ ۱۷۶ ،نمبر: ۳۱۷)۔ (مترجم)]

① [عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مَنْ جَعَلَ دِينَهُ غَرَضًا لِلْخُصُومَاتِ أَكْثَرَ التَّنَقُّلَ''۔

جو اپنے دین کو جھگڑوں کی آماجگاہ بنالے گا بہت زیادہ اِدھر اُدھر منتقل ہوگا۔

(سنن دارمی (۳۱۲)، والابانۃ، ابن بطہ (۵۶۶)، وشرح اصول الاعتقاد، لالکائی (۲۱۶)۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دَعِ الْمِرَاءَ وَالْجِدَالَ عَنْ أَمْرِكَ''۔ (الشریعۃ، از آجری: ۶۴)

اپنے دین کے معاملہ میں جھگڑا اور بے جا بحث و مناظرہ نہ کرو۔ (مترجم)]۔

اور کلام، جھگڑا، لایعنی بحث ومباحثہ اور بے جا تکرار بدعت ہے، دل میں شک پیدا کرتی ہے، گرچہ آدمی نے حق اور سنت پالیا ہو۔

**[۱۱]** واعْلَمْ - رَحِمَكَ اللهُ - أَنَّ الْكَلَامَ فِي الرَّبِّ تَعَالَى مُحْدَثٌ، وَهُوَ بِدْعَةٌ وَضَلَالَةٌ، وَلَا يُتَكَلَّمُ فِي الرَّبِّ إِلَّا بِمَا وَصَفَ بِهِ نَفْسَهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ، وَمَا بَيَّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ، وَهُوَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَاحِدٌ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ۝١١﴾ [الشورى: ١١].

رَبُّنَا أَوَّلٌ بِلَا مَتَى، وَآخِرٌ بِلَا مُنْتَهى، يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفى، وَهُوَ عَلَى عَرْشِهِ اسْتَوَى، وَعِلْمُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، لَا يَخْلُو مِنْ عِلْمِهِ مَكَانٌ.[1]

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ رب سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں کلام کرنا نوایجاد طریقہ ہے، جو بدعت اور گمراہی ہے، رب تعالیٰ کے بارے صرف وہی بات کی جا سکتی ہے جو اس نے خود اپنی صفت قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے، وہ اکیلا ہے: ''اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے'' [الشوریٰ:۱۱]۔

ہمارا رب اول ہے''کب؟'' کے بغیر، اور آخر ہے انتہاء کے بغیر، وہ راز اور نہایت پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے، اور وہ اپنے عرش پر مستوی (بلند) ہے، اس کا علم ہر جگہ ہے، کوئی بھی جگہ

---

① [ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سونے سے پہلے کی دعا میں فرمایا:

''اللهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ''۔ (صحیح مسلم: ۲۷۱۳)۔

اے اللہ! تو پہلا ہے لہٰذا تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو آخر ہے لہٰذا تیرے بعد کوئی چیز نہیں اور تو ظاہر ہے لہٰذا تیرے اوپر کوئی چیز نہیں اور تو باطن ہے لہٰذا تجھ سے ورے کوئی چیز نہیں۔ (مترجم)]۔

اس کے علم سے خالی نہیں ہے۔

**[۱۲]** وَلَا يَقُولُ فِي صِفَاتِ الرَّبِّ: كَيْفَ؟ وَلِمَ؟ إِلَّا شَاكٌّ فِي اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.①

**رب سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کے بارے میں: کیسے؟ اور کیوں؟ جیسے سوالات وہی شخص کرتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والا ہے۔**

**[۱۳]** وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ وَتَنْزِيلُهُ وَنُورُهُ، وَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ؛ لِأَنَّ الْقُرْآنَ مِنَ اللَّهِ، وَمَا كَانَ مِنَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، وَهَكَذَا قَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَالْفُقَهَاءُ قَبْلَهُمَا وَبَعْدَهُمَا، وَالْمِرَاءُ فِيهِ كُفْرٌ.②

---

① [امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ، وَسُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُمْ قَالُوا فِي هَذِهِ الأَحَادِيثِ: "أَمِرُّوهَا بِلَا كَيْفٍ"، وَهَكَذَا قَوْلُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ''۔(سنن ترمذی، ۴۲/۳، نیز دیکھئے: السنن الکبریٰ، از بیہقی، حدیث: ۷۲۱۶، والابانۃ الکبریٰ: ۱۸۳، وغیرہ)

امام مالک، سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن المبارک (وغیرہ) رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ان احادیث (صفات) کے بارے میں فرمایا: ''انہیں بلا کیفیت گزار دو'' اور یہی اہل سنت وجماعت کے علماء کا قول ہے۔

نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس بارے میں سلف امت سے کئی روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''فَقَوْلُهُمْ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - "أَمِرُّوهَا كَمَا جَاءَتْ" رَدٌّ عَلَى الْمُعَطِّلَةِ وَقَوْلُهُمْ: "بِلَا كَيْفٍ" رَدٌّ عَلَى الْمُمَثِّلَةِ'' (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، ۳۹/۵، والفتوی الحمویۃ الکبریٰ ص: ۳۰۱)۔

سلف رضی اللہ عنہم کے قول ''أَمِرُّوهَا كَمَا جَاءَتْ'' (انہیں جیسے آئی ہیں ویسے ہی گزار دو) میں معطلہ (منکرین صفات) کی تردید ہے اور ''بِلَا كَيْفٍ'' (بلا کیفیت) میں ممثلہ (مثال وتشبیہ بیان کرنے والوں) کی تردید ہے۔(مترجم)]

② [نبی کریم ﷺ نے قرآن میں بے جا بحث وجدال کو جو انکار وتحریف تک پہنچا دے، کفر قرار دیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ''الْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ'' (ابو داود: ۴۶۰۳، واحمد: ۷۹۴۷، علامہ البانی نے اسے صحیح الجامع: ۶۶۸۷، اور صحیح الترغیب، حدیث: ۱۴۳ میں صحیح کہا ہے)۔==

اور قرآن کریم اللہ کا کلام، اس کا نازل کردہ اور اس کا نور ہے، مخلوق نہیں ہے؛ کیونکہ قرآن اللہ کی جانب سے ہے، اور جو اللہ کی جانب سے ہو وہ مخلوق نہیں ہے، امام مالک بن انس، احمد بن حنبل اور ان دونوں کے پہلے اور بعد کے علماء وائمہ رحمہم اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے، اور اس بارے میں بے جا تکرار کرنا کفر ہے۔

**[١٤]** وَالْإِيمَانُ بِالرُّؤْيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَرَوْنَ اللَّهَ بِأَبْصَارِ رُؤُوسِهِمْ ①، وَهُوَ يُحَاسِبُهُمْ بِلَا حِجَابٍ وَلَا تُرْجُمَانٍ. ②

---

== ایک دوسری روایت میں اس کی بابت صحیح راستہ کی رہنمائی کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، الْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - فَمَا عَرَفْتُمْ مِنْهُ فَاعْمَلُوا، وَمَا جَهِلْتُمْ مِنْهُ فَرُدُّوهُ إِلَى عَالِمِهِ''۔(ترمذی:٢٩٧٦، ومسند احمد:٧٩٨٩، وصحیح ابن حبان:٧٤، اسے علامہ البانی نے الصحیحۃ:١٥٢٢، اور تخریج مشکاۃ:٢٣٧ میں حسن قرار دیا ہے، اور مسند کے محققین نے شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔)

قرآن کریم سات قراءات یا لہجات وغیرہ پر اترا ہے، قرآن میں جھگڑنا کفر ہے- تین مرتبہ- لہٰذا تمہیں اس میں سے جس کا علم ہو اس پر عمل کرو اور جس کا علم نہ ہو اُسے اس کے جاننے والے کی طرف لوٹا دو۔

نیز امام علی بن عبد اللہ المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللَّهِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، وَلَا تَضْعُفْ أَنْ تَقُولَ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ، فَإِنَّ كَلَامَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِبَائِنٍ مِنْهُ وَلَيْسَ مِنْهُ شَيْءٌ مَخْلُوقٌ، يُؤْمِنُ بِهِ وَلَا يُنَاظِرُ فِيهِ أَحَدًا''۔

قرآن کریم اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، تم اُسے ''مخلوق نہیں ہے'' کہنے سے کمزور نہ پڑو، کیونکہ اللہ کا کلام اللہ سے جدا نہیں ہے اور اُس کی کوئی بھی چیز مخلوق نہیں ہے، آدمی اس پر ایمان رکھے اس کے بارے میں کسی سے بحث ومناظرہ یا جھگڑا نہ کرے۔ (شرح أصول اعتقاد أہل السنۃ، ١/١٨٦، نمبر:٣١٨) (مترجم)]۔

① جیسا کہ جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ...''۔(صحیح بخاری:٥٥٤، وصحیح مسلم:٦٣٣)

سن لو! یقیناً عنقریب تم اپنے رب کو دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو۔۔۔

② جیسا کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ==

اور قیامت کے دن اللہ کے دیدار پر ایمان رکھنا، کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھیں گے، وہ کسی آڑ اور ترجمان کے بغیر ان کا حساب لے گا۔

**[١٥]** وَالْإِيمَانُ بِالْمِيزَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُوزَنُ فِيهِ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ، لَهُ كِفَّتَانِ وَلِسَانٌ.①

اور قیامت کے دن ترازو پر ایمان رکھنا، جس میں نیکی اور بدی وزن کی جائے گی، اس میں دو پلڑے اور ایک زبان (کانٹا) ہوگی۔

**[١٦]** وَالْإِيمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ②، وَمُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ.③

اور قبر کے عذاب اور منکر ونکیر پر ایمان رکھنا۔

**[١٧]** وَالْإِيمَانُ بِحَوْضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ④، ......................

---

== ''مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ''۔ (صحیح بخاری: ۶۵۳۹، وصحیح مسلم: ۱۰۱۶)

عنقریب تم میں سے ہر ایک کا رب اُس سے بات کرے گا درانحالیکہ اس کے اور اُس کے درمیان کوئی ترجمان اور کوئی آڑ نہ ہوگا۔

① جیسا کہ بطاقہ (کارڈ) والی حدیث میں ہے جسے امام ترمذی (۲۶۳۹) اور امام ابن ماجہ (۴۳۰۰) نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی نے اسے صحیح ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے۔ نیز اس بارے میں ملاحظہ فرمائیں: مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۴/ ۳۰۲)۔

② جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۳۶۶) اور امام مسلم (۵۸۶) نے روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ترمذی (۱۰۷۱) اور امام ابن حبان (۳۱۱۷) نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے الصحیحۃ (۱۳۹۱) میں حسن قرار دیا ہے۔

④ جیسا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ''حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ...'' کے الفاظ میں ہے۔

یعنی میرے حوض کی لمبائی و چوڑائی ایک ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ (بخاری: ۶۵۷۹، ومسلم: ۲۲۹۲)

وَلِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضٌ ①، إِلَّا صَالِحَ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِنَّ حَوْضَهُ ضَرْعُ نَاقَتِهِ ②.

**اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض پر ایمان رکھنا، اور ہر نبی کا حوض ہوگا، سوائے صالح علیہ السلام کے، کیونکہ ان کا حوض ان کی اونٹنی کا تھن ہوگا۔**

**[۱۸]** وَالْإِيمَانُ بِشَفَاعَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِلْمُذْنِبِينَ الْخَاطِئِينَ ③، فِي

---

① اسے امام ترمذی (۲۴۴۳) اور ابن ابی عاصم (۷۳۴) نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ [الصحیحۃ: (۱۵۸۹)]

② اسے امام عقیلی نے الضعفاء الکبیر (۳/ ۶۴، نمبر: ۱۰۲۸) میں روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ ضعیفہ (۷۷۲) میں اسے موضوع کہا ہے۔

[روایت اس طرح ہے: ... حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ''حَوْضِي أَشْرَبُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اتَّبَعَنِي مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ نَاقَةَ ثَمُودَ لِصَالِحٍ فَيَحْلُبُهَا فَيَشْرَبُهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ حَتَّى تُوَافِيَ بِهَا الْمَوْقِفَ مَعَهُ وَلَهَا رُغَاءٌ''۔

۔۔۔سوید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن اپنے حوض سے نوش کروں گا اور جو انبیاء میری اتباع کریں گے، اور اللہ تعالیٰ قوم ثمود کی اونٹنی کو صالح علیہ السلام کے لئے زندہ فرمائے گا، وہ اُسے دوہیں گے، پھر وہ خود اور ان پر ایمان لانے والے اس سے نوش کریں گے یہاں تک کہ اُسے اپنے ساتھ محشر میں لائیں گے درانحالیکہ وہ ممیا رہی ہوگی۔

امام عقیلی رحمہ اللہ اس کے راوی ''عبد الکریم بن کیسان'' کے بارے میں فرماتے ہیں: ''عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ كَيْسَانَ مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ، حَدِيثُهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ'' (عبد الکریم بن کیسان حدیث بیان کرنے میں مجہول ہے اس کی حدیث محفوظ نہیں ہے، یعنی شاذ ہے) نیز دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی، ۳/ ۲۴۴۔ ایک دوسری روایت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے آئی ہے، جسے امام ابن عساکر (۱۰/ ۴۵۸) اور ابو نعیم نے تاریخ اصبہان (۲/ ۱۶۷، ۲۷۶) میں روایت کیا ہے، اس میں محمد بن فضل بن عطیہ نامی راوی کذاب ہے، لہٰذا یہ موضوع ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسی کے سبب اسے موضوع قرار دیا ہے، نیز دیکھئے: اللآ لی ءالمصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ، از سیوطی (۲/ ۳۷۱)۔ (مترجم)]۔

③ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي''۔ (اسے امام ابو داود (۴۷۳۹) اور امام ترمذی (۲۴۳۵) نے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے تخریج مشکاۃ (۵۵۹۹) میں صحیح قرار دیا ہے)۔

میری سفارش میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

الْقِيَامَةِ (١) ، وَعَلَى الصِّرَاطِ (٢) ، وَيُخْرِجُهُمْ مِنْ جَوْفِ جَهَنَّمَ (٣) ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَهُ شَفَاعَةٌ، وَكَذَلِكَ الصِّدِّيقُونَ، وَالشُّهَدَاءُ، وَالصَّالِحُونَ (٤) ، وَلِلَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ تَفَضُّلٌ كَثِيرٌ فِيمَنْ يَشَاءُ (٥) وَالْخُرُوجُ مِنَ النَّارِ بَعْدَمَا احْتَرَقُوا وَصَارُوا فَحْمًا (٦) .

اور قیامت کے دن اور پل صراط پر گنہ گاروں خطا کاروں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پر ایمان رکھنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سفارش کر کے) لوگوں کو جہنم سے نکلوائیں گے، اور ہر ایک نبی کو سفارش کی اجازت ملے گی، اسی طرح صدیقوں، شہداء اور صالحین کو بھی، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا جس کے لئے وہ چاہے گا خوب فضل و کرم ہوگا، جس کے نتیجے میں لوگ جہنم سے نکلیں گے بعد ازیں کے جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔

**[١٩]** وَالْإِيمَانُ بِالصِّرَاطِ عَلَى جَهَنَّمَ، يَأْخُذُ الصِّرَاطُ مَنْ شَاءَ اللَّهُ، وَيَجُوزُ مَنْ شَاءَ اللَّهُ، وَيَسْقُطُ فِي جَهَنَّمَ مَنْ شَاءَ اللَّهُ، وَلَهُمْ أَنْوَارٌ عَلَى قَدْرِ

---

(١) جیسا کہ حدیث شفاعت میں ہے جسے امام بخاری (۴۷۱۲) اور امام مسلم (۱۹۴) نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(٢) جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۷۴۳۹) اور امام مسلم (۱۸۳) نے روایت کیا ہے۔ اور اس میں ہے: ”ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ، وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ“۔ (پھر جہنم پر پل صراط رکھا جائے گا اور شفاعت انجام پائے گی)

(٣) جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۴۴۷۶) اور امام مسلم (۱۹۳) نے روایت کیا ہے۔

(٤) جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سابق الذکر حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۷۴۳۹) اور امام مسلم (۱۸۳) نے روایت کیا ہے۔

(٥) جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی سابق الذکر حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۴۴۷۶) اور امام مسلم (۱۹۳) نے روایت کیا ہے۔

(٦) جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی سابق الذکر حدیث میں ہے جسے امام مسلم (۱۸۵) نے روایت کیا ہے۔

إِيمَانِهِمْ.①

اور جہنم کے اوپر موجود پل صراط پر ایمان رکھنا، نیز یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا پل صراط اسے پکڑ لے گا، اور جسے اللہ چاہے گا وہ اس سے گزر جائے گا، اور جسے اللہ چاہے گا وہ جہنم میں گر جائے گا، اور ان کے پاس ان کے ایمان کے بقدر روشنیاں ہوں گی۔

**[۲۰]** وَالْإِيمَانُ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ.②

اور انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں پر ایمان لانا۔

**[۲۱]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ③، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَخْلُوقَتَانِ، الْجَنَّةُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، وَسَقْفُهَا الْعَرْشُ④، وَالنَّارُ تَحْتَ أَرْضِ السَّابِعَةِ السُّفْلَى⑤، وَهُمَا مَخْلُوقَتَانِ، قَدْ عَلِمَ اللَّهُ عَدَدَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا، وَعَدَدَ

---

① جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سابق الذکر حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۷۴۳۹) اور امام مسلم (۱۸۳) نے روایت کیا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۵۵۸) اور امام مسلم (۱۹۱) نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح امام طبرانی نے معجم کبیر (۹۷۶۳) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترغیب والترہیب (۳۵۹۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

② جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۵۰) و امام مسلم (۹) نے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: ''الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ...''۔

ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس سے ملاقات پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ....

اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۸) روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۳۱۷) اور امام مسلم (۷۶۹) نے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: ''وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ''۔ (جنت حق ہے اور جہنم حق ہے)

④ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری نے (۷۴۲۳) روایت کیا ہے۔

⑤ اسے امام ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' (۳/ ۱۱۰۲، حدیث: ۶۰۰) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

[نیز دیکھئے: البعث والنشور، از امام بیہقی ص: ۶۶۰، وحلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ۷/ ۱۰۳) (مترجم)]۔

أَهْلِ النَّارِ وَمَنْ يَدْخُلُهَا①، لَا تَفْنَيَانِ أَبَدًا، هُمَا مَعَ بَقَاءِ اللَّهِ – تَبَارَكَ وَتَعَالَى – أَبَدَ الْآبِدِينَ، وَدَهْرَ الدَّاهِرِينَ، وَآدَمُ كَانَ فِي الْجَنَّةِ الْبَاقِيَةِ الْمَخْلُوقَةِ؛ فَأُخْرِجَ مِنْهَا بَعْدَمَا عَصَى اللَّهَ عزَّ وجل.②

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے، اور دونوں پیدا کئے جا چکے ہیں، جنت ساتویں آسمان میں ہے اور اس کا چھت اللہ کا عرش ہے، اور جہنم سب سے نچلی ساتویں زمین کے نیچے ہے، اور دونوں پیدا کی جا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی تعداد اور اس میں داخل ہونے والوں کو اسی طرح اہل جہنم کی تعداد اور اس میں داخل ہونے والوں کو بخوبی جانتا ہے، وہ دونوں کبھی فنا نہیں ہوں گی، بلکہ دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے باقی رہنے کے ساتھ ہمیشہ اور زمانے والوں کے زمانہ تک باقی رہیں گی، اور آدم علیہ السلام بھی پیدا کی ہوئی باقی رہنے والی جنت میں تھے، مگر اللہ کی نافرمانی کرنے کے بعد اُنہیں اس سے نکال دیا گیا۔

**[۲۲]** وَالْإِيمَانُ بِالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ.③

اور مسیح دجال (کے نکلنے) پر ایمان رکھنا۔

**[۲۳]** وَالإِيمَانُ بِنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ④، ..........................

① جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۱۳۶۲) اور امام مسلم نے (۲۶۴۷) روایت کیا ہے۔

② جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۶۱۴) و امام مسلم نے (۲۶۵۲) روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۳۴۳۹) و امام مسلم (۱۶۹) نے روایت کیا ہے۔

④ جیسا کہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم (۲۹۰۱) نے روایت کیا ہے، اس میں ہے:

"... وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ..." ۔ (اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا اترنا)

يَنْزِلُ فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ ①، وَيَتَزَوَّجُ ②، وَيُصَلِّي خَلْفَ الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ ③، وَيَمُوتُ وَيَدْفِنُهُ الْمُسْلِمُونَ. ④

**اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آسمان سے اُترنے پر ایمان رکھنا، وہ اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے، شادی کریں گے، اور آل محمد ﷺ کے امیر (مہدی علیہ السلام) کے پیچھے صلاۃ پڑھیں گے، ان کی موت ہو جائے گی اور مسلمان انہیں دفن کریں گے۔**

**[٢٤]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ، وَعَمَلٌ وَقَوْلٌ، وَنِيَّةٌ وَإِصَابَةٌ، يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، يَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ، وَيَنْقُصُ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُ شَيْءٌ. ⑤

**اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ ایمان قول وعمل، عمل وقول اور نیت واتباع سنت کا نام ہے، اس میں بڑھوتری اور کمی واقع ہوتی ہے، وہ اتنا بڑھتا ہے جتنا اللہ چاہے اور اتنا کم ہو جاتا ہے کہ اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا۔**

**[٢٥]** وَخَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ وَفَاةِ نَبِيِّهَا: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، هَكَذَا رُوِيَ لَنَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ''كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ

---

① جیسا کہ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم (۲۹۳۷) نے روایت کیا ہے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے (۲۸۹۷) میں روایت کیا ہے۔

② اسے امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے ''العلل المتناہیۃ'' (۱۵۲۹) میں ذکر کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے کہ: ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے''۔

③ جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۱۵۶) روایت کیا ہے۔

④ جیسا کہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام احمد (۹۲۷۰) اور امام ابو داود نے (۴۳۲۴) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے الصحیحۃ (۲۱۸۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

⑤ اسے امام لالکائی نے شرح اصول اعتقاد أہل السنۃ (۵/ ۱۰۳۴، نمبر: ۱۷۵۲) میں روایت کیا ہے۔

ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا: إِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَيَسْمَعُ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَلَا يُنْكِرُهُ''.(١)

ثُمَّ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ هَؤُلَاءِ: عَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَسَعِيدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ، وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ(٢)، وَكُلُّهُمْ يَصْلُحُ لِلْخِلَافَةِ.(٣)

ثُمَّ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ هَؤُلَاءِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْقَرْنُ الْأَوَّلُ الَّذِي بُعِثَ فِيهِمْ: الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ وَالْأَنْصَارُ، وَهُمْ مَنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ.(٤)

ثُمَّ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ هَؤُلَاءِ: مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا، أَوْ سَنَةً، أَقَلَّ أَوْ كَثُرَ، تَرَحَّمْ عَلَيْهِ، وَتَذْكُرْ فَضْلَهُ، وَتَكُفَّ عَنْ زَلَّتِهِ، وَلَا تَذْكُرْ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ''إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا''.(٥)

وَقَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ:

مَنْ نَطَقَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِكَلِمَةٍ؛ فَهُوَ صَاحِبُ هَوًى.(٦)

---

(١) جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری نے (٣٦٥٥، ٣٦٩٨) روایت کیا ہے۔

(٢) جیسا کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ابن حبان (٧٠٠٢) اور امام ترمذی نے (٣٧٤٨، ٣٧٥٧) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے مشکاۃ کی تخریج (٦١١٨، ٦١١٩) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(٣) جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری نے (١٣٩٢) روایت کیا ہے۔

(٤) جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٢٦٥١) اور امام مسلم نے (٢٥٣٥) روایت کیا ہے۔

(٥) جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام طبرانی نے معجم کبیر (١٠٤٤٨)، ابونعیم نے الحلیۃ (٤/١٠٨) اور امام لالکائی نے شرح اصول اعتقاد أہل السنۃ (١/٤٢، نمبر: ٢١٠، و٧/١٣٢٠، نمبر: ٢٣٥١) میں روایت کیا ہے اور اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''الصحیحۃ'' (٣٤) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(٦) دیکھئے: طبقات الحنابلۃ از ابن ابویعلیٰ (٢/٢١)۔

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ''. (1)

اور امت کے نبی محمد ﷺ کی وفات کے بعد اس امت کے سب سے بہتر (بالترتیب) ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''ہم کہتے تھے درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہوتے تھے: بیشک رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر: ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہیں، نبی کریم ﷺ اسے سنتے تھے مگر اس کا انکار نہیں کرتے تھے''۔

پھر ان کے بعد لوگوں میں سب سے افضل: علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبد الرحمن بن عوف اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں، اور یہ تمام لوگ خلافت کے لائق تھے۔

پھر ان حضرات کے بعد لوگوں میں سب سے افضل رسول اللہ ﷺ کے صحابہ یعنی پہلی صدی کے لوگ ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تھی: اولین مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب صلاۃ پڑھی ہے۔

پھر ان لوگوں کے بعد سب سے افضل وہ ہیں جنہوں نے ایک دن، یا ایک مہینہ یا ایک سال یا اس سے کم یا زیادہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی، ان کے لئے دعاء رحمت کرو، ان کی فضیلت بیان کرو، ان کی لغزشیں ذکر کرنے سے باز رہو، ان میں سے کسی کا ذکر خیر کے بغیر نہ

---

(1) اسے امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے جامع بیان العلم وفضلہ (نمبر: ۱۷۶۰) میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ ضعیفہ (۵۸، ۶۱) میں موضوع قرار دیا ہے۔ [نیز دیکھئے: ذیل اللآلئ المصنوعۃ، از امام سیوطی، (۱۰۰۳)، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، از ابن عراق کنانی، ۱/۴۱۹، وتذکرۃ الموضوعات، از فتنی، (ص::۹۸، والأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ، از ملا علی قاری (۶۰۴)۔(مترجم)]

کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ''۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ایک لفظ بھی بولا وہ ہوا پرست ہے۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم اُن میں سے جس کی بھی پیروی کرلو ہدایت یاب ہوگے۔

**[٢٦]** وَالسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْأَئِمَّةِ فِيمَا يُحِبُّ اللَّهُ وَيَرْضَى (١)، وَمَنْ وَلِيَ الْخِلَافَةَ بِإِجْمَاعِ النَّاسِ عَلَيْهِ وَرِضَاهُمْ بِهِ؛ فَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (٢)، وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَبِيتَ لَيْلَةً وَلَا يَرَى أَنَّ عَلَيْهِ إِمَامًا، بَرًّا كَانَ أَوْ فَاجِرًا. (٣)

اور حکمرانوں کی بات سننا اور ان کا کہا ماننا ان چیزوں میں واجب ہے جو اللہ کو محبوب اور پسند ہوں، اور جو لوگوں کے اتفاق اور ان کی رضامندی سے منصب خلافت پر فائز ہو وہ امیر المؤمنین ہے، کسی کے لئے ایک رات بھی اس حال میں گزارنا حلال نہیں کہ اس کا خیال ہو کہ اُس پر کوئی امام (حاکم) نہیں ہے، خواہ وہ نیک ہو یا بد۔

**[٢٧]** وَالْحَجُّ وَالْغَزْوُ مَعَ الْإِمَامِ مَاضٍ، وَصَلَاةُ الْجُمُعَةِ خَلْفَهُمْ جَائِزَةٌ (٤)، وَيُصَلِّي بَعْدَهَا سِتَّ رَكَعَاتٍ، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ؛ هَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ

---

(١) جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٧١٤٤) اور امام مسلم نے (١٨٣٩) روایت کیا ہے۔

(٢) جیسا کہ عرفجہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (٦٠-١٨٥٢) روایت کیا ہے۔

(٣) جیسا کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٧٠٥٤) اور امام مسلم نے (٥٦-١٩٤٩) روایت کیا ہے۔

(٤) جیسا کہ جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (١٨٥٠) روایت کیا ہے۔

حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ.①

اور مسلمانوں کے امام کے ساتھ حج اور جہاد ہمیشہ جاری رہے گا اور صلاۃ جمعہ ان کے پیچھے جائز ہے، نیز مسلمان اس کے بعد چھ رکعت پڑھے گا، ہر دو رکعت کو علیحدہ پڑھے گا؛ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

**[۲۸]** وَالْخِلَافَةُ فِي قُرَيْشٍ إِلَى أَنْ يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.②

اور خلافت قریش ہی میں رہے گی یہاں تک کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہو جائیں۔

**[۲۹]** وَمَنْ خَرَجَ عَلَى إِمَامٍ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ؛ فَهُوَ خَارِجِيٌّ، وَقَدْ شَقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَخَالَفَ الْآثَارَ، وَمِيتَتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ.③

اور جو مسلم حکمرانوں میں سے کسی حاکم کے خلاف بغاوت کرے وہ خارجی ہے، اس نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا، احادیث و آثار کی مخالفت کی اور اس کی موت جاہلیت

---

① [امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس قول کی بنیاد بعض صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و رحمہم کے آثار ہیں، چنانچہ عطا بن السائب فرماتے ہیں: "كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ صَلَّى بَعْدَهَا سِتَّ رَكَعَاتٍ، رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَرْبَعًا"۔ (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صلاۃ جمعہ پڑھنے کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے، پہلے دو رکعتیں پھر چار رکعتیں) (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ، آثار: ۵۴۷۸ - ۵۴۸۲، و مصنف عبد الرزاق، اثر: ۵۵۲۴، نیز دیکھئے: شرح معانی الآثار، از امام ابوجعفر طحاوی، آثار: ۱۹۷۶-۱۹۸۰) لیکن یہ آثار سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، مصنف ابن ابی شیبہ کے محققین نے ان آثار کو ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے: مذکورہ نمبرات (تحقیق سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشثری و ۵۴۱۵-۵۴۱۹ (تحقیق ابومحمد اسامہ بن ابراہیم بن محمد) (مترجم)]۔

② جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۳۵۰۱) اور امام مسلم نے (۱۸۲۰) روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۱۸۴۸) روایت کیا ہے۔

کی موت ہے۔

**[۳۰]** وَلَا يَحِلُّ قِتَالُ السُّلْطَانِ وَالْخُرُوجُ عَلَيْهِ وَإِنْ جَارَ؛ وَذَلِكَ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ''اصْبِرْ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا''[۱]، وَقَوْلُهُ لِلْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: ''اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ''[۲]، وَلَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ قِتَالُ السُّلْطَانِ؛ فَإِنَّ فِيهِ فَسَادَ الدِّينِ وَالدُّنْيَا.

**اور حاکم وقت سے لڑائی کرنا اور اس کے خلاف بغاوت کرنا حلال نہیں ہے' اگر چہ وہ ظلم کرے؛ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''صبر کرو، اگر چہ حاکم حبشی غلام ہی ہو''، اور انصار سے فرمایا تھا: ''صبر کرو، یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر ملو''، اور حاکم سے لڑائی کرنا سنت میں ہے ہی نہیں؛ کیونکہ اس میں دین اور دنیا کا بگاڑ ہے۔**

**[۳۱]** وَيَحِلُّ قِتَالُ الْخَوَارِجِ إِذَا عَرَضُوا لِلْمُسْلِمِينَ فِي أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَأَهَالِيهِمْ[۳]، وَلَيْسَ لَهُ إِذَا فَارَقُوهُ أَنْ يَطْلُبَهُمْ، وَلَا يُجْهِزُ عَلَى جَرِيحِهِمْ،

---

(۱) اسے امام مسلم (۱۸۳۷) اور امام ابن ماجہ نے (۲۸۶۲) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) اسے امام بخاری (۳۷۹۲) اور امام مسلم نے (۱۸۴۵) اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور اس میں ہے: ''فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ'' (لہٰذا صبر کرو، یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر ملو)۔

(۳) [عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''... يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَإِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا فَاقْتُلُوهُمْ، فَطُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ، وَطُوبَى لِمَنْ قَتَلُوهُ، كُلَّمَا طَلَعَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ"، فَرَدَّدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِشْرِينَ مَرَّةً أَوْ أَكْثَرَ وَأَنَا أَسْمَعُ''۔

(مسند احمد: ۵۵۶۳، مسند کے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ظلال الجنۃ (۹۴۰) میں صحیح قرار دیا ہے)۔

خوارج اہل اسلام کو قتل کریں گے، لہٰذا جب وہ نکلیں تو تم انہیں قتل کرو، پھر جب نکلیں تو انہیں قتل کرو ==

وَلَا يَأْخُذُ فَيْئَهُمْ، وَلَا يَقْتُلُ أَسِيرَهُمْ، وَلَا يَتَّبِعُ مُدْبِرَهُمْ.

**اور خوارج جب مسلمانوں کی جان، مال اور اہل وعیال سے تعرض کریں تو ان سے لڑائی کرنا حلال ہے، اور جب وہ مسلمانوں کی جان و مال اور اہل وعیال سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز آجائیں تو حاکم وقت کے لئے جائز نہیں کہ انہیں پکڑے، نہ ہی ان کے زخمی کو موت کے گھاٹ اتارے، نہ اُن کا مال لے، نہ اُن کے قیدیوں کو قتل کرے اور نہ ہی اُن کے پشت پھیر کر بھاگنے والے کا پیچھا کرے۔**

**[٣٢]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّهُ لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ[١]، مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا يُشْهَدُ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يُشْهَدُ لَهُ بِعَمَلِ خَيْرٍ وَلَا شَرٍّ؛ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي بِمَ يُخْتَمُ لَهُ[٢]، تَرْجُو لَهُ، وَتَخَافُ عَلَيْهِ، وَلَا تَدْرِي مَا

---

== پھر جب نکلیں تو انہیں قتل کرو، کیونکہ جو انہیں قتل کر دے اُس کے لئے خوشخبری ہے، اور جسے وہ قتل کر دیں اُس کے لئے بھی خوشخبری ہے، جب جب ان کا کوئی سر اٹھے گا اللہ عزوجل اسے کاٹ دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو بیس مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ دہرایا۔ میں سن رہا تھا۔

اسی طرح ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ، ثُمَّ قَرَأَ: {يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ}" (ترمذی: ٣٠٠٠، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے)

(خوارج) جہنم کے کتے ہیں، یہ آسمان تلے سب سے بُرے مقتول ہیں، سب سے اچھا مقتول وہ ہے جسے وہ قتل کر دیں، پھر آیت کریمہ تلاوت فرمائی: (ترجمہ: جس دن کچھ چہرے سفید ہوں اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے)۔ (مترجم)]۔

① جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٤٣٤٠) اور امام مسلم نے (١٨٤٠) روایت کیا ہے۔

② جیسا کہ اس حدیث میں ہے جسے امام احمد (١٢٢١٤) اور امام ابن ابی عاصم نے (٣٩٣) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "سلسلہ صحیحہ" (١٣٣٤) میں صحیح قرار دیا ہے۔

يَسْبِقُ لَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ إِلَى اللَّهِ مِنَ النَّدَمِ، وَمَا أَحْدَثَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ إِذَا مَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ، تَرْجُو لَهُ رَحْمَةَ اللَّهِ، وَتَخَافُ عَلَيْهِ ذُنُوبَهُ (۱)، وَمَا مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا وَلِلْعَبْدِ مِنْهُ تَوْبَةٌ.

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی فرد بشر کی اطاعت نہیں ہے، اور جو مسلمانوں میں سے ہو اس کے خلاف یا اس کے حق میں کسی نیک عمل یا بد عملی کی گواہی نہیں دی جائے گی؛ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس کا خاتمہ کس حال میں ہوگا، بلکہ تم اس کے لئے اللہ کی رحمت کی امید کرو اور اس کی بابت اللہ کے عذاب سے ڈرو، اور تم نہیں جانتے کہ موت کے وقت اُس کی ندامت کی کونسی چیز اللہ کی طرف سبقت کر جائے گی اور اس کے بحالت اسلام موت کی صورت میں اُس وقت اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کونسی چیز تیار کر دے گا، بنابریں تم اس کے لئے اللہ کی رحمت کی امید رکھو اور اس کے گناہوں کی بابت اللہ کے عذاب سے ڈرو، اور کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس سے بندے کے لئے اللہ سے توبہ کا راستہ نہ ہو۔

**[۳۳]** وَالرَّجْمُ حَقٌّ. (۲)

اور رجم حق ہے۔

**[۳٤]** وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ سُنَّةٌ. (۳)

اور دونوں موزوں پر مسح کرنا سنت ہے۔

---

(۱) جیسا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ابن ماجہ (۴۲۶۱) اور امام نسائی نے (۱۰۸۳۴، کبریٰ) روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے الصحیحہ (۱۰۵۱) اور تخریج مشکاۃ (۱۶۱۲) میں حسن قرار دیا ہے۔ (مترجم)]۔

(۲) جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۸۲۹) اور مسلم نے (۱۶۹۱) روایت کیا ہے۔

(۳) جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۱۸۲) اور مسلم نے (۲۷۴) روایت کیا ہے۔

**[٣٥]** وَتَقْصِيرُ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ.①

**اور حالت سفر میں صلاۃ قصر کرنا سنت ہے۔**

**[٣٦]** وَالصَّوْمُ فِي السَّفَرِ؛ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.②

**اور سفر میں صوم رکھنا اختیاری ہے؛ جو چاہے صوم رکھے جو چاہے نہ رکھے۔**

**[٣٧]** وَلَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِي السَّرَاوِيلِ.③

**اور شلوار پہن کر صلاۃ ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔**

**[٣٨]** وَالنِّفَاقُ: أَنْ تُظْهِرَ الْإِسْلَامَ بِاللِّسَانِ، وَتُخْفِيَ الْكُفْرَ بِالضَّمِيرِ.

**اور نفاق: یہ ہے کہ تم زبان سے اسلام ظاہر کرو اور دل میں کفر چھپائے رکھو۔**

**[٣٩]** وَاعْلَمْ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ إِيمَانٍ وَإِسْلَامٍ؛ فَأُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِيهَا مُؤْمِنُونَ مُسْلِمُونَ فِي أَحْكَامِهِمْ، وَمَوَارِيثِهِمْ وَذَبَائِحِهِمْ، وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، لَا تَشْهَدُ لِأَحَدٍ بِحَقِيقَةِ الْإِيمَانِ؛ حَتَّى يَأْتِيَ بِجَمِيعِ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ، فَإِنْ قَصَّرَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ؛ كَانَ نَاقِصَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَمُوتَ، وَعِلْمُ إِيمَانِهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، تَامَّ الْإِيمَانِ أَوْ نَاقِصَ الْإِيمَانِ؛ إِلَّا مَا ظَهَرَ لَكَ مِنْ تَضْيِيعِ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ.④

---

① جیسا کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (٦٨٦) روایت کیا ہے۔

② جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (١٩٤٣) اور مسلم نے (١١٢١) روایت کیا ہے۔

③ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث: ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ فِي السَّرَاوِيلِ“۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شلوار میں صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے)۔

کو امام طبرانی نے معجم اوسط (٧٨٣٧) میں روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلہ ضعیفہ (٤٧٢١) اور ضعیف الجامع (٦٠٤٧) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

④ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٥٥٧٨) اور مسلم نے (٥٧) روایت کیا ہے۔

اور جان لو کہ دنیا ایمان اور اسلام کی جگہ ہے؛ چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ایسے لوگ ہیں جو اپنے احکام، میراث، ذبیحہ اور صلاۃ جنازہ کے اعتبار سے مومن و مسلمان ہیں، تم کسی کے لئے حقیقی ایمان کی گواہی نہ دو تا آنکہ وہ اسلام کے تمام احکام و امور کی انجام دہی کرے، اور اگر وہ اس میں سے کسی چیز میں کوتاہی کرے گا تو ناقص ایمان والا ہوگا یہاں تک اس کی موت ہو جائے، اور اس کے ایمان کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے؛ کہ آیا وہ مکمل ایمان والا ہے یا ناقص ایمان والا؛ سوائے اس کے جو آپ کے سامنے اسلامی احکام کا ضائع کرنا ظاہر ہو۔

**[٤٠]** وَالصَّلَاةُ عَلَى مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ سُنَّةٌ: الْمَرْجُومِ، وَالزَّانِي، وَالزَّانِيَةِ، وَالَّذِي يَقْتُلُ نَفْسَهُ(١)، وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَالسَّكْرَانِ وَغَيْرِهِ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمْ سُنَّةٌ.

اہل قبلہ میں سے جن کی موت ہو جائے اُن کی صلاۃ جنازہ پڑھی جائے گی: جیسے وہ جسے سنگسار کیا گیا ہو، زانی، زانیہ، خودکشی کرنے والا اور ان کے علاوہ دیگر اہل قبلہ، اسی طرح نشہ کرنے والا وغیرہ، ان تمام لوگوں کی صلاۃ جنازہ پڑھنا سنت ہے۔

**[٤١]** وَلَا تُخْرِجْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتَّى يَرُدَّ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، أَوْ يَرُدَّ شَيْئًا مِنْ آثَارِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، أَوْ يَذْبَحَ لِغَيْرِ اللهِ، أَوْ يُصَلِّيَ لِغَيْرِ اللهِ، فَإِذَا فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ؛ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْكَ أَنْ تُخْرِجَهُ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَإِذَا لَمْ يَفْعَلْ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا؛ فَهُوَ مُؤْمِنٌ مُسْلِمٌ بِالِاسْمِ لَا بِالْحَقِيقَةِ.

اور تم اہل قبلہ میں سے کسی کو اسلام سے خارج نہ کرو یہاں تک کہ وہ کتاب اللہ کی کسی آیت کو ٹھکرائے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث کو رد کردے، یا غیر اللہ کے لئے

(١) جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (٩٧٨) روایت کیا ہے۔

**ذبح کرے، یا غیر اللہ کے لئے صلاۃ پڑھے، اگر وہ ان میں سے کوئی کام کرے؛ تو تم پر اُسے اسلام سے خارج کرنا واجب ہے، اور اگر ان میں سے کوئی کام نہ کرے تو وہ نام کے اعتبار کے مومن مسلمان ہے، حقیقت کے اعتبار سے نہیں۔**

**[٤٢]** وَكُلُّ مَا سَمِعْتَ مِنَ الْآثَارِ مِمَّا لَمْ يَبْلُغْهُ عَقْلُكَ، نَحْوَ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ''قُلُوبُ الْعِبَادِ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ''[١]، وَقَوْلُهُ: ''إِنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- يَنْزِلُ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا''[٢]، وَيَنْزِلُ يَوْمَ عَرَفَةَ[٣]، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ[٤]، وَأَنَّ جَهَنَّمَ لَا تَزَالُ يُطْرَحُ فِيهَا حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهَا قَدَمَهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ[٥]، وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى لِلْعَبْدِ: ''إِنْ مَشَيْتَ إِلَيَّ؛ هَرْوَلْتُ إِلَيْكَ''[٦]، وَقَوْلُهُ: ''إِنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- يَنْزِلُ يَوْمَ عَرَفَةَ''[٧]، وَقَوْلُهُ: ''إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ''[٨]، وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ''رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ''[٩].

وَأَشْبَاهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ؛ فَعَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ وَالتَّصْدِيقِ وَالتَّفْوِيضِ وَالرِّضَا،

---

① اسے امام مسلم نے (۲۶۵۴) عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

② اسے امام بخاری (۶۳۲۱) اور مسلم نے (۷۵۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۱۳۴۸) روایت کیا ہے۔

④ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۸۰۶) اور مسلم نے (۱۸۲) روایت کیا ہے۔

⑤ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۶۶۱) اور مسلم نے (۲۸۴۸) روایت کیا ہے۔

⑥ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۷۴۰۵) اور مسلم نے (۲۶۷۵) روایت کیا ہے۔

⑦ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۱۳۴۸) روایت کیا ہے۔

⑧ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۲۲۷) اور مسلم نے (۲۸۴۱) روایت کیا ہے۔

⑨ جیسا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ترمذی (۳۲۳۵) اور امام احمد نے (۲۲۱۰۹) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی نے صحیح الترغیب (۴۰۸)، الصحیحہ (۳۱۶۹) اور صحیح الجامع (۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

لَا تُفَسِّرْ شَيْئًا مِنْ هَذِهِ بِهَوَاكَ؛ فَإِنَّ الْإِيمَانَ بِهَذَا وَاجِبٌ، فَمَنْ فَسَّرَ شَيْئًا مِنْ هَذَا بِهَوَاهُ أَوْ رَدَّهُ؛ فَهُوَ جَهْمِيٌّ.

اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بھی حدیث سنو جس تک تمہاری عقل کی رسائی نہ ہو، جیسے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان: ''بندوں کے دل رحمن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں''، نیز فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا پر اترتا ہے''، اسی طرح: اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اترتا ہے، قیامت کے دن آئے گا، اور جہنم میں مسلسل لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا قدم رکھ دے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے کہنا: ''اگر تو میری طرف چل کر آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا''، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: ''بیشک اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اترتا ہے''، نیز ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے''، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد: ''میں نے اپنے رب کو نہایت خوبصورت شکل میں دیکھا''۔

اور ان جیسی دیگر احادیث؛ تو تم پر انہیں تسلیم کرنا، ان کی تصدیق کرنا، ان کی کیفیت کے علم کو اللہ کے سپرد کرنا اور ان سے راضی ومطمئن ہونا واجب ہے، ان میں سے کسی بھی چیز کی تفسیر اپنی خواہش نفس سے نہ کرنا؛ کیونکہ اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، جو ان میں سے کسی بھی چیز کی تفسیر اپنی خواہش نفس سے کرے یا اُسے رد کردے؛ وہ جہمی ہے۔

**[٤٣]** وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَرَى رَبَّهُ فِي دَارِ الدُّنْيَا؛ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ.

اور جو یہ کہے (یا گمان کرے) کہ وہ دنیا میں اپنے رب کا دیدار کرتا ہے؛ وہ اللہ کا کفر کرنے والا ہے۔

**[٤٤]** وَالْفِكْرَةُ فِي اللَّهِ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- بِدْعَةٌ؛ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ:

’’تَفَكَّرُوا فِي الْخَلْقِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي اللَّهِ‘‘[1]، فَإِنَّ الْفِكْرَةَ فِي الرَّبِّ تَقْدَحُ الشَّكَّ فِي الْقَلْبِ.

**اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کرنا بدعت ہے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’اللہ کی مخلوق میں غور کرو، اللہ کے بارے میں غور نہ کرو‘‘، اس لئے کہ رب سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں غور کرنا دل میں شک پیدا کرتا ہے۔**

**[٤٥]** وَاعْلَمْ أَنَّ الْهَوَامَّ وَالسِّبَاعَ وَالدَّوَابَّ كُلَّهَا؛ نَحْوَ: الذَّرِّ وَالنَّمْلِ وَالذُّبَابِ، كُلُّهَا مَأْمُورَةٌ لَا يَعْمَلُونَ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى-.

**اور جان لو کہ کیڑے مکوڑے، درندے اور تمام چوپائے، جیسے: باریک چینٹیاں، دیگر چینٹیاں اور مکھیاں، سب اللہ کے حکم سے مامور ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کرتیں۔**

**[٤٦]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- قَدْ عَلِمَ مَا كَانَ مِنْ أَوَّلِ الدَّهْرِ، وَمَا لَمْ يَكُنْ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ، أَحْصَاهُ اللَّهُ وَعَدَّهُ عَدًّا، وَمَنْ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَعْلَمُ إِلَّا مَا كَانَ، وَمَا هُوَ كَائِنٌ؛ فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ.

**اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس چیز کا بخوبی علم ہے جو پہلے زمانے میں ہو چکا ہے اور اس کا جو نہیں ہوا ہے (اگر ہوتا تو کیسا ہوتا) اور اس کا بھی جو مستقبل میں ہونے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے شمار کر رکھا ہے، اور جو کہے کہ: اللہ تعالیٰ صرف وہی جانتا ہے جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے، اُس نے اللہ باعظمت کا کفر کیا۔**

---

[1] اسے امام ابو الشیخ نے ’’العظمة‘‘ (٥) اور ابو القاسم اصبہانی نے ’’الترغیب‘‘ (٦٦٨-٦٧٠) میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلہ صحیحہ (١٧٨٨) میں حسن قرار دیا ہے۔

**[٤٧]** وَلَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ ①، وَصَدَاقٍ، قَلَّ أَوْ كَثُرَ ②، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ؛ فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ. ③

**اور نکاح ولی، دو گواہوں اور مہر خواہ کم ہو یا زیادہ، کے بغیر نہیں ہوسکتا، اور جس کا کوئی ولی نہ ہو، تو جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔**

**[٤٨]** وَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا؛ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ، وَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

**اور جب مرد اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے، اُس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی تا آنکہ وہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔**

**[٤٩]** وَلَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: زَانٍ بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ مُرْتَدٍّ بَعْدَ إِيمَانٍ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا مُؤْمِنَةً بِغَيْرِ حَقٍّ؛ فَيُقْتَلُ بِهِ ④، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَدَمُ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ أَبَدًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. ⑤

---

① اسے امام ابوداود (۲۰۸۵)، امام ترمذی (۱۱۰۱) اور امام ابن ماجہ نے (۱۸۸۱) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''إرواء الغلیل'' (۱۸۳۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

② جیسا کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۵۰۳۰) و مسلم نے (۱۴۲۵) روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جسے امام ابوداود (۲۰۸۳) اور امام ترمذی نے (۱۱۰۲) روایت کیا ہے۔ [علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابوداود (۱۸۱۷)، إرواء الغلیل (۱۸۴۰، ۱۸۴۸) اور صحیح الجامع (۷۵۵۶) میں صحیح قرار دیا ہے]۔

④ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۶۸۷۸) اور مسلم نے (۱۶۷۶/۲۶) روایت کیا ہے۔

⑤ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۲۵۶۴) روایت کیا ہے۔

اور کسی مسلمان آدمی کا خون جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس کی بات کی گواہی دیتا ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، حلال نہیں سوائے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کے سبب: شادی شدہ زناکار، یا ایمان لانے کے بعد مرتد ہونے والا، یا اُس نے کسی مومن کو ناحق قتل کر دیا ہو تو اُسے اس کے بدلے قتل کر دیا جائے گا، اس کے علاوہ ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

**[٥٠]** وَكُلُّ شَيْءٍ مِمَّا أَوْجَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفَنَاءَ يَفْنَى؛ إِلَّا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَالْعَرْشَ وَالْكُرْسِيَّ، وَاللَّوْحَ، وَالْقَلَمَ، وَالصُّورَ، لَيْسَ يَفْنَى شَيْءٌ مِنْ هَذَا أَبَدًا، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ الْخَلْقَ عَلَى مَا مَاتُوا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[١]، فَيُحَاسِبُهُمْ بِمَا شَاءَ، فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ، وَيَقُولُ لِسَائِرِ الْخَلْقِ مِمَّنْ لَمْ يُخْلَقْ لِلْبَقَاءِ: كُونُوا تُرَابًا.[٢]

اور ہر چیز جس پر اللہ تعالیٰ نے فنا ہونا لکھ دیا ہے وہ فنا ہو جائے گی؛ سوائے جنت، جہنم، عرش، کرسی، لوح، قلم اور صور کے، کہ ان میں سے کوئی بھی چیز کبھی فنا نہیں ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو جس حال میں ان کی موت ہوئی تھی اسی حال میں قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا، اور ان کا جیسے چاہے گا حساب لے گا، ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ دہکتی ہوئی آگ میں، اور بقیہ مخلوقات جنہیں باقی رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے ان

---

① جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۲۸۷۸) روایت کیا ہے۔

② اسے امام عبدالرزاق نے اپنی تفسیر (۲/۲۰۶، ۳۴۴) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے الصحیحہ (۱۹۶۶) میں صحیح قرار دیا ہے۔

سے فرمائے گا: تم مٹی ہو جاؤ۔

**[۵۱]** وَالْإِيمَانُ بِالْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ، بَنِي آدَمَ، وَالسِّبَاعِ، وَالْهَوَامِّ، حَتَّى لِلذَّرَّةِ مِنَ الذَّرَّةِ، حَتَّى يَأْخُذَ اللَّهُ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَأَهْلِ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ، وَأَهْلِ النَّارِ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ. (۱)

اور قیامت کے دن تمام مخلوقات کے درمیان قصاص پر ایمان رکھنا، خواہ وہ بنی آدم ہوں، یا درندے، یا کیڑے مکوڑے، یہاں تک کہ ایک چیونٹی کا چیونٹی سے قصاص لیا جائے گا، حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بعض کا بعض سے قصاص لے گا، جنتیوں کا جہنمیوں سے، جہنمیوں کا جنتیوں سے، اور جنتیوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اور جہنمیوں کا ایک دوسرے سے۔

**[۵۲]** وَإِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ. (۲)

اور اللہ کے لئے عمل کو خالص کرنا۔

**[۵۳]** وَالرِّضَا بِقَضَاءِ اللَّهِ. (۳)

---

(۱) جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری نے الأدب المفرد (۹۷۰) میں روایت کیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ظلال الجنۃ (۵۱۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) جیسا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ابن ابی عاصم نے السنۃ (۹۴)، ابن حبان (۶۷) اور ابن ماجہ نے (۲۳۰) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی نے اسے ظلال الجنۃ (۹۴) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) جیسا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام احمد (۲۱۶۶۶)، ابن حبان (۱۹۷۱) اور امام حاکم (۱۹۰۰، ۱۹۲۳) نے روایت کیا ہے، اس میں الفاظ یہ ہیں: ''وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ''۔
(میں تجھ سے تیرے فیصلہ کے بعد اُس سے راضی و مطمئن ہونے کا سوال کرتا ہوں)۔
علامہ البانی نے اسے صحیح الکلم الطیب (۱۰۶) [اور ظلال الجنۃ (۴۲۶، ۴۲۷)] میں صحیح قرار دیا ہے۔

اور اللہ کے فیصلے سے راضی ہونا۔

**[٥٤]** وَالصَّبْرُ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ.

اور اللہ کے فیصلے پر صبر کرنا۔

**[٥٥]** وَالْإِيمَانُ بِمَا قَالَ اللَّهُ ﷻ.

اور اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر ایمان رکھنا۔

**[٥٦]** وَالْإِيمَانُ بِأَقْدَارِ اللَّهِ كُلِّهَا خَيْرِهَا وَشَرِّهَا، وَحُلْوِهَا وَمُرِّهَا [١]، قَدْ عَلِمَ اللَّهُ مَا الْعِبَادُ عَامِلُونَ، وَإِلَى مَا هُمْ صَائِرُونَ، لَا يَخْرُجُونَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ، وَلَا يَكُونُ فِي الْأَرَضِينَ وَلَا فِي السَّمَاوَاتِ إِلَّا مَا عَلِمَ اللَّهُ ﷻ.

اور اللہ تعالیٰ کی تمام تقدیروں پر ایمان رکھنا خواہ اچھی ہوں یا بری، کڑوی ہوں یا میٹھی، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ بندے کیا عمل کرنے والے ہیں اور کہاں جانے والے ہیں (یعنی ان کا انجام کیا ہوگا)، وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں نکل سکتے، اور زمینوں میں اور آسمانوں میں وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

**[٥٧]** وَتَعْلَمُ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ. [٢]

---

① جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۸) روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:
''أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ...''۔
تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر اور اچھی بُری تقدیر پر ایمان لاؤ۔

② اسے امام ابو داود (۴۶۹۹)، ابن ماجہ (۷۷) اور امام ابن حبان نے (۷۲۷) امام دیلمی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ==

اور جان لو کہ تمہیں جو کچھ پہنچا ہے وہ تم سے خطا ہونے والا نہ تھا اور جو کچھ تم سے خطا ہو گیا ہے وہ تمہیں پہنچنے والا نہ تھا۔

**[٥٨]** وَلَا خَالِقَ مَعَ اللَّهِ عزَّ وجل.

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی خالق نہیں ہے۔

**[٥٩]** وَالتَّكْبِيرُ عَلَى الْجَنَائِزِ أَرْبَعٌ[١]، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَالْفُقَهَاءِ رَحِمَهُمُ اللهُ، وَهَكَذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

اور جنازہ کی صلاۃ میں چار تکبیریں کہی جائیں گی، یہی امام مالک بن انس، سفیان ثوری، حسن بن صالح، احمد بن حنبل اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ کا قول ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

**[٦٠]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ مَعَ كُلِّ قَطْرَةٍ مَلَكًا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، حَتَّى يَضَعَهَا حَيْثُ أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ ہر قطرہ کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو آسمان سے اترتا ہے، یہاں تک کہ اُس قطرہ کو وہاں رکھتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ اُسے رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

---

== ''... وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ''۔

۔۔۔اور جان لو کہ تمہیں جو کچھ پہنچا ہے وہ تم سے خطا ہونے والا نہ تھا اور جو کچھ تم سے خطا ہو گیا ہے وہ تمہیں پہنچنے والا نہ تھا۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلہ صحیحہ (۲۴۳۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

① جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۱۲۴۵) اور امام مسلم نے (۹۵۱) روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: ''... وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ''۔ (آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں)

**[٦١]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ كَلَّمَ أَهْلَ الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا يَسْمَعُونَ كَلَامَهُ.①

**اوراس بات پر ایمان رکھنا کہ نبی کریم ﷺ نے جب بدر کے دن کنوئے والوں سے کلام کیا تو وہ آپ ﷺ کی بات سن رہے تھے۔**

**[٦٢]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَرِضَ يَأْجُرُهُ اللَّهُ عَلَى مَرَضِهِ.②

**اوراس بات پر ایمان رکھنا کہ آدمی جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اس کی بیماری پر اجر دیتا ہے۔**

**[٦٣]** وَالشَّهِيدُ يَأْجُرُهُ عَلَى الْقَتْلِ.

**اور شہید کو اللہ تعالیٰ شہید ہونے پر اجر دیتا ہے۔**

**[٦٤]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ الْأَطْفَالَ إِذَا أَصَابَهُمْ شَيْءٌ فِي دَارِ الدُّنْيَا يَأْلَمُونَ، وَذَلِكَ أَنَّ بَكْرَ ابْنَ أُخْتِ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: لَا يَأْلَمُونَ، وَكَذَبَ.③

---

① اسے امام بخاری (٣٩٧٦) ومسلم (٢٨٧٥) نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

② جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٥٦٤٧) ومسلم (٢٥٧١) نے روایت کیا ہے۔صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا“۔

جس مسلمان کو کوئی بیماری یا اس کے علاوہ کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو ایسے جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

③ [ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لسان المیزان (٢/٦٠،نمبر:٢٢٨) میں فرماتے ہیں: ==

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ بچوں کو جب دنیوی زندگی میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو انہیں دکھ ہوتا ہے، یہ وضاحت اس لئے ہے کہ عبدالواحد کا بھانجہ بکر کہتا ہے کہ: انہیں دکھ نہیں ہوتا ہے، وہ جھوٹ (غلط) بولتا ہے۔

**[٦٥]** وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ (١)، وَلَا يُعَذِّبُ اللَّهُ أَحَدًا إِلَّا بِذُنُوبِهِ، بِقَدْرِ ذُنُوبِهِ، وَلَوْ عَذَّبَ اللَّهُ أَهْلَ السَّمَاوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرَضِينَ بَرَّهُمْ وَفَاجِرَهُمْ، عَذَّبَهُمْ غَيْرَ ظَالِمٍ لَهُمْ (٢)، لَا يَجُوزُ أَنْ يُقَالَ لِلَّهِ -تَبَارَكَ

---

== ''بکر بن أخت عبدالواحد بن زید بصری زاہد: اسے امام ابن حزم نے اپنی کتاب ''الفصل فی الملل والأھواء والنحل'' (٣/ ٦٨) میں خوارج کی فہرست میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ شخص ہر گناہ کے بارے میں خواہ بہت چھوٹا گناہ ہی کیوں نہ ہو' حتیٰ کہ از راہ مزاح معمولی جھوٹ ہی ہو' کہتا ہے کہ: اس کا مرتکب کافر، مشرک اور جہنمی ہے، اِلا یہ کہ اگر وہ بدری صحابہ میں سے ہو تو وہ کافر و مشرک ہے مگر جنتیوں میں سے ہے! اور اس کا شاگرد عبداللہ بن عیسیٰ کہتا تھا: پاگلوں، بچوں اور چوپایوں پر کوئی بھی بیماری یا مصیبت وغیرہ نازل ہوتی ہے تو اُنہیں اس سے بالکل کوئی دکھ درد نہیں ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے، جبکہ امام ابن قتیبہ نے دُکھ ہونے کا مسئلہ خود بکر سے نقل فرمایا ہے، اور اس کی گھناؤنی باتوں میں سے ایک چیز یہ ہے: کہ جو شخص رائی کا ایک دانہ بھی چرالے گا وہ بھی کافروں کے ساتھ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہے گا، ابن قتیبہ نے اس رسالہ میں اُس پر خوب رد کیا ہے۔

اس بدعتی خارجی شخص کی طرف منسوب ''بکریہ'' نامی ایک گمراہ فرقہ بھی ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الفرق بین الفرق وبیان الفرقۃ الناجیۃ، از عبدالقاہر بغدادی ص: ٢٠٠، والفصل فی الملل والأھواء والنحل، ٣/ ١٢٧، ٤/ ١٤٦، ومقالات الاسلامیین واختلاف المصلین، از ابوالحسن اشعری ص: ٢٨٦-٢٨٧، ٤٥٧)۔ (مترجم)]

(١) اسے امام مسلم نے (٢٨١٧) جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

''لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ، وَلَا أَنَا، إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللهِ''۔

تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا، نہ اُسے جہنم سے چھٹکارا دلائے گا، مجھے بھی نہیں، سوائے اللہ کی جانب سے رحمت کے ذریعہ۔

(٢) ص: (٤٤) کا حاشیہ (٢) ملاحظہ فرمائیں۔

وَتَعَالَى-: إِنَّهُ يَظْلِمُ، وَإِنَّمَا يَظْلِمُ مَنْ يَأْخُذُ مَا لَيْسَ لَهُ، وَاللَّهُ -جَلَّ ثَنَاؤُهُ- لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ، الْخَلْقُ خَلْقُهُ، وَالدَّارُ دَارُهُ، لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ بِخَلْقِهِ وَلَا يُقَالُ: ''لِمَ'' وَ ''كَيْفَ'' لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ بَيْنَ اللَّهِ وَبَيْنَ خَلْقِهِ.

اور جان لو کہ کوئی شخص اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے گناہوں کے بقدر ہی عذاب دیتا ہے، حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان والوں اور زمین والوں کے نیک و بدلوگوں کو عذاب دے تو انہیں عذاب دے کر ان پر ظلم کرنے والا نہ ہوگا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں یہ کہنا جائز نہیں کہ: وہ ظالم ہے، کیونکہ ظلم وہ کرتا ہے جو کوئی چیز لے لیتا ہے جو اس کی نہیں ہوتی، یہاں تو ساری مخلوق اور حکم وفیصلہ اللہ ہی کا ہے، ساری مخلوق اسی کی مخلوق ہے اور سارا گھر اُسی کا گھر ہے، وہ اپنی مخلوق کے ساتھ جو کچھ کرتا ہے اُس سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی ''کیوں؟'' اور ''کیسے؟'' کہا جائے گا، کوئی شخص اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان دخل نہیں دے سکتا۔

**[٦٦]** وَإِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَطْعَنُ عَلَى الْآثَارِ وَلَا يَقْبَلُهَا، أَوْ يُنْكِرُ شَيْئًا مِنْ أَخْبَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاتَّهِمْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ؛ فَإِنَّهُ رَجُلٌ رَدِيءُ الْقَوْلِ وَالْمَذْهَبِ، وَإِنَّمَا طَعَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ؛ لِأَنَّهُ إِنَّمَا عَرَفْنَا اللَّهَ، وَعَرَفْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَعَرَفْنَا الْقُرْآنَ، وَعَرَفْنَا الْخَيْرَ وَالشَّرَّ، وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ بِالْآثَارِ؛ فَإِنَّ الْقُرْآنَ إِلَى السُّنَّةِ أَحْوَجُ مِنَ السُّنَّةِ إِلَى الْقُرْآنِ.

اور جب تم کسی آدمی کو سنو کہ وہ حدیثوں پر طعنہ زنی کرے اُنہیں قبول نہ کرے، یا رسول اللہ ﷺ کی خبروں میں سے کسی چیز کا انکار کرے تو اُس کے اسلام کو متہم کرو؛ کیونکہ وہ برے قول وعقیدہ والا آدمی ہے، دراصل اُس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر

طعنہ زنی کی ہے؛ کیونکہ ہم نے درحقیقت اللہ کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، قرآن کریم کو، خیر وشر کو اور دنیا اور آخرت کو احادیث و آثار ہی کے ذریعہ پہچانا ہے؛ کیونکہ سنت سمجھنے کے لئے قرآن کی جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ قرآن سمجھنے کے لئے سنت کی ضرورت ہے۔

**[٦٧]** وَالْكَلَامُ وَالْجِدَالُ وَالْخُصُومَةُ فِي الْقَدَرِ خَاصَّةً مَنْهِيٌّ عَنْهُ عِنْدَ جَمِيعِ الْفِرَقِ؛ لِأَنَّ الْقَدَرَ سِرُّ اللَّهِ①، وَنَهَى الرَّبُّ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- الْأَنْبِيَاءَ عَنِ الْكَلَامِ فِي الْقَدَرِ، وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخُصُومَةِ فِي الْقَدَرِ②، وَكَرِهَهُ [أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالتَّابِعُونَ، وَكَرِهَهُ] الْعُلَمَاءُ وَأَهْلُ الْوَرَعِ، وَنَهَوْا عَنِ الْجِدَالِ فِي الْقَدَرِ؛ فَعَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ وَالْإِقْرَارِ وَالْإِيمَانِ، وَاعْتِقَادِ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جُمْلَةِ الْأَشْيَاءِ، وَتَسْكُتَ عَمَّا سِوَى ذَلِكَ.

اور کلام، بے جا بحث و مباحثہ اور جھگڑا بالخصوص تقدیر کے مسئلہ میں تمام فرقوں کے یہاں

---

① اسے امام ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' (۶/ ۱۸۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: ''لَا تَكَلَّمُوا فِي الْقَدَرِ فَإِنَّهُ سِرُّ اللهِ فَلَا تُفْشُوا لِلَّهِ سِرَّهُ''۔ (تقدیر کے بارے میں بے جا بات نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ کا راز ہے، لہٰذا اللہ کا راز فاش نہ کرو)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الجامع (۴۱۳۱) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

[نیز دیکھئے: معجم کبیر طبرانی (۱۰۶۰۶)، والابانۃ الکبریٰ از ابن بطہ (۱۲۸۲، ۱۵۸۳، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، والشریعہ از آجری (۴۲۲، ۵۳۵، ۵۴۷، وشرح اصول اعتقاد أھل السنۃ (۱۱۲۲، ۱۱۲۳)، دیگر ائمہ حدیث نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے: أطراف أحادیث کتاب المجروحین لابن حبان، (۹۸۳)، وذخیرۃ الحفاظ (۶۱۵۲)، ومعرفۃ التذکرۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، تمام از ابن القیسرانی (۹۶۱)، وذیل اللآلئ المصنوعۃ، از امام سیوطی (۹۱۰)، وتنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ، از ابن عراق کنانی (۳۱)۔ روایت ضعیف ہے، مگر تقدیر کی بابت اہل سنت کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں: شرح العقیدۃ الطحاویۃ از ابن أبو العز حنفی رحمہ اللہ، ص: ۲۷۶)۔ (مترجم)]۔

② اسے امام ابن ماجہ نے (۸۵) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے۔

ممنوع ہے؛ کیونکہ تقدیر اللہ کا راز ہے، رب تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو تقدیر کے بارے میں کلام کرنے سے منع فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقدیر کے بارے میں جھگڑنے سے منع کیا ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ، تابعین رضی اللہ عنہم ورحمہم نے اسے ناپسند کیا ہے، اسی طرح اہل علم اور حد درجہ تقویٰ شعاروں نے بھی اسے ناپسند کیا ہے اور تقدیر کی بابت بے جا بحث و جدال کرنے سے منع کیا ہے؛ اس لئے تم پر (تقدیر کو) تسلیم کرنا، اس کا اقرار کرنا اور اس پر ایمان رکھنا اور تمام چیزوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا عقیدہ رکھنا لازم ہے، اور اس کے علاوہ چیزوں سے تمہیں خاموش رہنا چاہئے۔

**[٦٨]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَصَارَ إِلَى الْعَرْشِ، وَكَلَّمَهُ اللَّهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى-، وَدَخَلَ الْجَنَّةَ، وَاطَّلَعَ إِلَى النَّارِ، وَرَأَى الْمَلَائِكَةَ، وَنُشِرَتْ لَهُ الْأَنْبِيَاءُ، وَرَأَى سُرَادِقَاتِ الْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ، وَجَمِيعَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرَضِينَ فِي الْيَقْظَةِ، حَمَلَهُ جِبْرِيلُ عَلَى الْبُرَاقِ حَتَّى أَدَارَهُ فِي السَّمَاوَاتِ، وَفُرِضَتْ لَهُ الصَّلَاةُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ، وَرَجَعَ إِلَى مَكَّةَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ، وَذَلِكَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ.[١]

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات و رات آسمان کی سیر کرائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش تک گئے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا، آپ جنت میں داخل ہوئے، جہنم میں جھانکا، فرشتوں کو دیکھا، آپ کے سامنے انبیاء علیہم السلام کو پیش کیا گیا، آپ

---

(١) جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی اسراء ومعراج کی حدیث میں ہے' جسے امام بخاری (٣٤٩) وامام مسلم نے (١٦٣) روایت کیا ہے۔

ﷺ نے عرش اور کرسی کے خیموں اور شامیانوں کو دیکھا اور آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کا مشاہدہ کیا، یہ سب حالت بیداری میں ہوا، جبریل علیہ السلام نے آپ کو بُراق پر سوار کیا یہاں تک کہ آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی، اسی رات آپ ﷺ پر صلاۃ فرض کی گئی اور اسی رات آپ ﷺ مکہ واپس لوٹ آئے، یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

**[٦٩]** واعْلَمْ أَنَّ أَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِي قَنَادِيلَ تَحْتَ الْعَرْشِ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ ①، وَأَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ تَحْتَ الْعَرْشِ، وَأَرْوَاحَ الْكُفَّارِ وَالْفُجَّارِ فِي بَرْهُوتَ، وَهِيَ فِي سِجِّينٍ. ②

اور جان لو کہ شہیدوں کی روحیں عرش الٰہی کے نیچے فانوسوں میں ہیں، جنت میں سیر کرتی ہیں اور مومنوں کی روحیں عرش کے نیچے ہیں اور کافروں بدعملوں کی روحیں برہوت میں ہیں اور وہ سجین میں ہے۔

**[٧٠]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يُقْعَدُ فِي قَبْرِهِ، وَيُرْسِلُ اللَّهُ فِيهِ الرُّوحَ حَتَّى

---

① اسے امام مسلم نے (۱۸۸۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

② [دیکھئے: البعث والنشور، از امام بیہقی، (ص:۲۶۱ نمبر: ۱۰۳۴) موقوفاً علی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، اسی طرح علی رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں سے بھی روایت آئی ہے، مگر اس سلسلہ میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے، حالانکہ ''برہوت'' کے روئے زمین کا سب سے بُرا پانی ہونا صحیح مرفوع روایات میں ثابت ہے، مثلاً دیکھئے: سلسلہ صحیحہ (۱۰۵۶)، وصحیح الترغیب (۱۱۶۱)، وصحیح الجامع (۳۳۲۲)، لیکن برہوت میں ''کافروں کی روحوں'' کا ہونا مرفوعاً وارد نہیں ہوا ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کافروں کی روحوں کا جملہ کسی مرفوع حدیث میں نہیں آیا ہے، بلکہ یہ محض موقوف آثار ہیں جنہیں امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، یہ تمام آثار سنداً ضعیف ہیں، ہاں ابوسعید خراز کی کتاب میں مرفوعاً حدیث آئی ہے جیسا کہ مجموع فتاوی ابن تیمیہ (۲۲۱/۴) میں ہے، لیکن یہ خراز مشہور صوفی ہے ساتھ ہی روایت میں غیر معروف ہے، دیکھئے: سلسلہ ضعیفہ (۲۰۹/۲، نمبر: ۷۹۵)۔ (دیکھئے: تحقیق الآیات البینات في عدم سماع الأموات، از علامہ البانی ص: ۹۱)۔ (مترجم)]۔

يَسْأَلُهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ عَنِ الْإِيمَانِ وَشَرَائِعِهِ، ثُمَّ يَسُلُّ رُوحَهُ بِلَا أَلَمٍ. (١)

**اوراس بات پر ایمان رکھنا کہ میت کو اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں روح ڈالتا ہے یہاں تک کہ منکر ونکیر اُس سے ایمان اور اس کے اعمال کے بارے میں پوچھ تاچھ کرتے ہیں، پھر اس کی روح بلا کسی تکلیف کے نکال لی جاتی ہے۔**

**[٧١]** وَيَعْرِفُ الْمَيِّتُ الزَّائِرَ إِذَا أَتَاهُ (٢)، وَيُنَعَّمُ فِي الْقَبْرِ الْمُؤْمِنُ، وَيُعَذَّبُ الْفَاجِرُ كَيْفَ شَاءَ اللَّهُ. (٣)

---

(١) جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (١٣٦٩) اور امام مسلم نے (٢٨١٧) روایت کیا ہے۔

(٢) اسے امام بخاری (١٣٣٨) اور امام مسلم نے (٢٨٧٠) انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

''إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا''۔

(بیشک جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ دفنانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ لوٹتے ہیں)

البتہ زائر کو پہچاننے کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔

[اس سلسلہ میں بطور دلیل پیش کی جانے والی روایات میں ایک روایت یہ ہے:

''مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهُ، وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ''۔ (جو کوئی اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور اسے سلام کرتا ہے' تو وہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

جبکہ اس بارے میں دوسری دلیل شہداء احد کی زیارت اور سلام کرنے سے متعلق روایت ہے کہ وہ زائر کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ان روایات کی صحت وضعف میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے پہلی روایت کو سلسلہ ضعیفہ (٤٤٩٣) اور ضعیف الجامع (٥٢٠٨) میں ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ دوسری روایت کو (٥٢٢١) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

اس کے برخلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ امام ابن المبارک، عبدالحق اشبیلی اور دیگر علماء کی تصحیح کی بنیاد پر میت کے زائر کو پہچاننے کے قائل ہیں۔ (دیکھئے: مجموع فتاویٰ: ٢٤/٣٣١، والفتاوی الکبریٰ: ٣/٤٢)۔ (مترجم)]۔

(٣) اسی صفحہ کا حاشیہ: (١) ملاحظہ فرمائیں۔

اور جب میت کی زیارت کرنے والا اُس کے پاس آتا ہے تو وہ اس کو پہچانتا ہے، مومن کو قبر میں نعمتیں دی جاتی ہیں جبکہ فاجر و بدعمل کو عذاب دیا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

**[٧٢]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- هُوَ الَّذِي كَلَّمَ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الطُّورِ، وَمُوسَى يَسْمَعُ مِنَ اللَّهِ الْكَلَامَ بِصَوْتٍ وَقَعَ فِي مَسَامِعِهِ مِنْهُ لَا مِنْ غَيْرِهِ، فَمَنْ قَالَ غَيْرَ هَذَا؛ فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ.

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ وہ طور کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بات کی تھی، موسیٰ علیہ السلام اللہ کی جانب سے بات سن رہے تھے، اس میں آواز تھی جو اُن کے کانوں میں اللہ ہی کی جانب سے واقع ہوئی تھی کسی اور کی جانب سے نہیں، لہٰذا جس نے اس کے علاوہ کوئی بات کہی؛ اس نے اللہ عظیم کا کفر کیا۔

**[٧٣]** وَاعْلَمْ أَنَّ الشَّرَّ وَالْخَيْرَ بِقَضَاءِ اللَّهِ وَقَدَرِهِ.

اور جان لو کہ خیر اور شر اللہ کے فیصلہ اور تقدیر سے ہیں۔

**[٧٤]** وَالْعَقْلُ مَوْلُودٌ، أُعْطِيَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَ الْعَقْلِ مَا أَرَادَ اللَّهُ، يَتَفَاوَتُونَ فِي الْعُقُولِ مِثْلَ الذَّرَّةِ فِي السَّمَاوَاتِ، وَيُطْلَبُ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنَ الْعَمَلِ عَلَى قَدْرِ مَا أَعْطَاهُ مِنَ الْعَقْلِ، وَلَيْسَ الْعَقْلُ بِاكْتِسَابٍ، إِنَّمَا هُوَ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى-.

اور عقل پیدا کی گئی ہے، ہر انسان کو عقل کا اتنا حصہ عطا ہوا ہے جتنا اللہ نے چاہا، لوگ عقلوں کے مسئلہ میں آسمانوں کے ذرات کی طرح مختلف مراتب و درجات میں ہیں، اور ہر انسان سے اتنا ہی عمل مطلوب ہے جتنا اُسے عقل عطا کی گئی ہے، عقل محنت و کمائی کے ذریعہ حاصل نہیں ہوتی، بلکہ دراصل وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے فضل ہے۔

**[٧٥]** وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ فَضَّلَ الْعِبَادَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا، عَدْلاً مِنْهُ، لَا يُقَالُ: جَار وَلَا حَابَى، فَمَنْ قَالَ: إِنَّ فَضْلَ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ سَوَاءٌ؛ فَهُوَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ، بَلْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ، وَالطَّائِعَ عَلَى الْعَاصِي، وَالْمَعْصُومَ عَلَى الْمَخْذُولِ، عَدْلاً مِنْهُ، هُوَ فَضْلُهُ يُعْطِي مَنْ يَشَاءُ، وَيَمْنَعُ مَنْ يَشَاءُ.

اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دین اور دنیا کے اعتبار سے ایک دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور یہ اس کی جانب سے عدل ہے، نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ نے زیادتی کی ہے یا جانبداری فرمائی ہے، لہٰذا جس نے کہا کہ: مومن اور کافر دونوں پر اللہ کی نوازش یکساں ہے وہ بدعتی ہے؛ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافروں پر، فرمانبردار کو گنہگار پر اور معصوم (باتوفیق) کو بے سہارا پر فضیلت بخشی ہے، یہ اس کی جانب سے عدل ہے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا ہے۔

**[٧٦]** وَلَا يَحِلُّ أَنْ تَكْتُمَ النَّصِيحَةَ لِلْمُسْلِمِينَ -بَرَّهُمْ وَفَاجِرَهُمْ- فِي أَمْرِ الدِّينِ [١]، فَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ غَشَّ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ غَشَّ الْمُسْلِمِينَ فَقَدْ غَشَّ الدِّينَ، وَمَنْ غَشَّ الدِّينَ فَقَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ. [٢]

اور تمہارے لئے دین کے معاملہ میں (نیک اور بد) مسلمانوں کے لئے خیر خواہی چھپانا حلال نہیں ہے، لہٰذا جس نے چھپایا اُس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور جس نے مسلمانوں کو

---

① جیسا کہ جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٥٧) اور مسلم نے (٥٦) روایت کیا ہے۔

② جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (١٠١) روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں: ''مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا''۔ (جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں)

دھوکہ دیا اس نے دین کو دھوکہ دیا اور جس نے دین کو دھوکہ دیا اُس نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی۔

**[٧٧]** وَاللَّهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- سَمِيعٌ بَصِيرٌ، سَمِيعٌ عَلِيمٌ، يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ، قَدْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّ الْخَلْقَ يَعْصُونَهُ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَهُمْ، عِلْمُهُ نَافِذٌ فِيهِمْ، فَلَمْ يَمْنَعْهُ عِلْمُهُ فِيهِمْ أَنْ هَدَاهُمْ لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ بِهِ عَلَيْهِمْ كَرَمًا وَجُودًا وَتَفَضُّلًا؛ فَلَهُ الْحَمْدُ.

اور اللہ تبارک وتعالیٰ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے، بڑا سننے والا نہایت علم والا ہے، اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کو لوگوں کو پیدا کرنے کے پہلے ہی سے ہی معلوم ہے کہ وہ اُس کی نافرمانی کریں گے، اس کا علم اُن میں نافذ ہے، مگر اُن کی بابت اللہ کا علم اُسے انہیں ہدایت دینے سے مانع نہ ہوا، بلکہ اللہ نے اپنے فضل وکرم اور جود وسخا سے اُن پر اسلام کی توفیق کا احسان فرمایا، لہٰذا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

**[٧٨]** وَاعْلَمْ أَنَّ الْبِشَارَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ ثَلَاثُ بِشَارَاتٍ؛ يُقَالُ: أَبْشِرْ يَا حَبِيبَ اللَّهِ بِرِضَا اللَّهِ وَالْجَنَّةِ، وَيُقَالُ: أَبْشِرْ يَا عَدُوَّ اللَّهِ بِغَضَبِ اللَّهِ وَالنَّارِ، وَيُقَالُ: أَبْشِرْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بِالْجَنَّةِ بَعْدَ الِانْتِقَامِ، هَذَا قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

اور جان لو کہ موت کے وقت تین خوشخبریاں ہوتی ہیں:

١۔ کہا جاتا ہے: اے اللہ کے محبوب! اللہ کی رضامندی اور جنت سے خوش ہو جا۔

٢۔ اور کہا جاتا ہے: اے اللہ کے دشمن! اللہ کے غضب اور جہنم سے خوش ہو جا۔

٣۔ اور کہا جاتا ہے: اے اللہ کے بندے! انتقام اور سزا کے بعد جنت سے خوش ہو جا۔

یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

**[٧٩]** وَاعْلَمْ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى اللَّهِ فِي الْجَنَّةِ الْأَضِرَّاءُ ①، ثُمَّ الرِّجَالُ، ثُمَّ النِّسَاءُ، بِأَعْيُنِ رُءُوسِهِمْ، كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ''سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ'' ②، وَالْإِيمَانُ بِهَذَا وَاجِبٌ وَإِنْكَارُهُ كُفْرٌ.

اور جان لو کہ جنت میں سب سے پہلے نابینا لوگ اللہ کا دیدار کریں، پھر مرد حضرات، پھر عورتیں، سب اپنے ماتھے کی نگاہوں سے اللہ کو دیکھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم لوگ اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں شب کے چاند کو دیکھتے ہو، اُسے دیکھنے میں تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوتی''، اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

**[٨٠]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّهُ مَا كَانَتْ زَنْدَقَةٌ قَطُّ، وَلَا كُفْرٌ، وَلَا شَكٌّ، وَلَا بِدْعَةٌ، وَلَا ضَلَالَةٌ، وَلَا حَيْرَةٌ فِي الدِّينِ؛ إِلَّا مِنَ الْكَلَامِ، وَأَصْحَابِ الْكَلَامِ، وَالْجِدَالِ، وَالْمِرَاءِ، وَالْخُصُومَةِ، وَالْعَجَبُ كَيْفَ يَجْتَرِئُ الرَّجُلُ عَلَى الْمِرَاءِ وَالْخُصُومَةِ وَالْجِدَالِ، وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿مَا يُجَٰدِلُ فِيٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ﴾ [غافر: ٤]!! فَعَلَيْكَ بِالتَّسْلِيمِ، وَالرِّضَا بِالْآثَارِ وَأَهْلِ الْآثَارِ، وَالْكَفِّ

---

① امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (٩٢٤) میں حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''أَوَّلُ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْأَعْمَى''۔ (سب سے پہلے رب تبارک وتعالیٰ کے چہرے کا دیدار اندھا کرے گا)۔ اس کی سند میں جہالت ہے، یہ صحیح نہیں ہے، واللہ اعلم۔

[نیز دیکھئے: الفردوس بماثور الخطاب، از دیلمی، ١/ ٢٥ نمبر: ٣٥، عن سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ۔ (مترجم)]۔

② اس کی تخریج ص: (٢٢) حاشیہ (١) میں گزر چکی ہے۔

وَالسُّكُوتِ.[1]

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ دین میں کوئی زندقہ، یا کفر، یا شک، یا بدعت، یا گمراہی اور یا حیرانی کبھی نہ تھی؛ یہ محض کلام، اہل کلام، جدال، بے جا بحث ومباحثہ اور جھگڑے کے سبب پیدا ہوا، اور تعجب ہے کہ آدمی بے جا تکرار، جھگڑا اور جدال کی جرأت کیسے کرتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں'' [غافر: ۴]!! اس لئے تم پر لازم ہے کہ احادیث وآثار اور اہل آثار کو تسلیم کرو، ان سے راضی رہو، ان تمام چیزوں سے باز رہو اور خاموشی اختیار کرو۔

**[۸۱]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ -تَبارَكَ وَتَعَالَى- يُعَذِّبُ الْخَلْقَ فِي النَّارِ، وفِي الْأَغْلَالِ، وَالْأَنْكَالِ، وَالسَّلَاسِلِ، وَالنَّارُ فِي أَجْوَافِهِمْ، وَفَوْقَهُمْ، وَتَحْتَهُمْ، وَذَلِكَ أَنَّ الْجَهْمِيَّةَ - مِنْهُمْ هِشَامٌ الْفُوْطِيُّ - قَالَ: إِنَّمَا يُعَذِّبُ عِنْدَ النَّارِ، رَدًّا عَلَى اللَّهِ وَعَلَى رَسُولِهِ.

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کو جہنم میں عذاب دے گا، اسی طرح بیڑیوں میں، ہتھکڑیوں میں اور زنجیروں میں، اور آگ ان کے پیٹ میں، ان کے اوپر اور ان کے نیچے ہوگی، یہ اس لئے کہ فرقہ جہمیہ کا ہشام فوطی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ صرف آگ کے پاس عذاب دے گا۔

---

[1] اسے امام ترمذی (۱۹۹۳) اور امام ابن ماجہ نے (۵۱) انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:
''أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا''۔
(میں اس شخص کے لئے جنت کے گرد محل کا ضامن ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا تکرار چھوڑ دے)۔
اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ (۲۷۳) میں حسن قرار دیا ہے۔

**[٨٢]** وَاعْلَمْ أَنَّ صَلَاةَ الْفَرِيضَةِ خَمْسُ صَلَوَاتٍ، لَا يُزَادُ فِيهِنَّ، وَلَا يُنْقَصُ فِي مَوَاقِيتِهَا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَانِ① إِلَّا الْمَغْرِبَ، فَمَنْ قَالَ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ فَقَدِ ابْتَدَعَ، وَمَنْ قَالَ أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ فَقَدِ ابْتَدَعَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ شَيْئًا مِنْهَا إِلَّا لِوَقْتِهَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نِسْيَانٌ فَإِنَّهُ مَعْذُورٌ، يَأْتِي بِهَا إِذَا ذَكَرَهَا②، أَوْ يَكُونَ مُسَافِرًا؛ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ إِنْ شَاءَ.③

**اور جان لو کہ فرض نمازیں پانچ ہیں، ان میں اضافہ کیا جاسکتا ہے نہ ان کے وقتوں میں کوئی کمی کی جاسکتی ہے، اور سفر میں دو رکعتیں ہیں، سوائے صلاۃ مغرب کے، لہذا جس نے پانچ سے زیادہ کہا اُس نے بدعت کیا، اور جس نے اس سے کم کہا اُس نے بھی بدعت کیا، اللہ تعالیٰ**

---

① اسے امام بخاری (٣٥٠) ومسلم نے (٦٨٥) عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، فرماتی ہیں:

”فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ“۔

صلاۃ سفر اور حضر دونوں میں دو دو رکعت فرض کی گئی تھی، چنانچہ سفر کی صلاۃ کو ویسے ہی باقی رکھا گیا اور حضر کی صلاۃ میں اضافہ کردیا گیا۔

② جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٥٩٧) وامام مسلم نے (٦٨٤) روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں: ”مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا؛ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا“۔

(جو شخص کوئی صلاۃ بھول جائے، یا اس سے غافل ہو کر سو جائے، اس کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آتے ہی اُسے ادا کرلے)

③ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (١١٠٩) وامام مسلم نے (٧٠٣) روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

”رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ“۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کے لئے نکلنے میں جلدی ہوتی تو آپ مغرب کو موخر کرتے یہاں تک کہ اسے اور عشا کو جمع کر کے پڑھتے۔

کسی بھی صلاۃ کو اس کے وقت پر ہی قبول فرمائے گا، اِلا یہ کہ بھول ہو جائے تو انسان معذور ہے جب اسے یاد آئے تو ادا کرلے، یا وہ مسافر ہو تو اگر چاہے تو دو نمازوں کو جمع کرے۔

**[٨٣]** وَالزَّكَاةُ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَالثَّمَرِ وَالْحُبُوبِ، وَالدَّوَابِّ، عَلَى مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَإِنْ قَسَمَهَا فَجَائِزٌ، وَإِنْ أَعْطَاهَا الْإِمَامَ فَجَائِزٌ، والله أعلم.

اور زکاۃ سونے، چاندی، غلہ و اناج اور مویشیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ادا کرنا فرض ہے، اب اگر انسان اُسے خود تقسیم کردے تو بھی جائز ہے اور اگر اسے مسلمانوں کے حاکم کو دیدے تو بھی جائز ہے، واللہ أعلم۔

**[٨٤]** وَاعْلَمْ أَنَّ أَوَّلَ الْإِسْلَامِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

اور جان لو کہ اسلام کا آغاز: اس بات کی گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

**[٨٥]** وَأَنَّ مَا قَالَ اللَّهُ كَمَا قَالَ، وَلَا خُلْفَ لِمَا قَالَ، وَهُوَ عِنْدَ مَا قَالَ.

اور یہ کہ اللہ نے جو فرمایا ہے ویسا ہی ہے جیسے فرمایا ہے، اور جو فرمایا ہے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا، اور اللہ اس چیز کے پاس ہے جو اس نے فرمایا ہے۔

**[٨٦]** وَالْإِيمَانُ بِالشَّرَائِعِ كُلِّهَا.

اور اسلام کے تمام اعمال و احکام پر عمل کرنا واجب ہے۔

**[٨٧]** وَاعْلَمْ أَنَّ الشِّرَاءَ وَالْبَيْعَ مَا بِيعَ فِي أَسْوَاقِ الْمُسْلِمِينَ حَلَالٌ مَا بِيعَ عَلَى حُكْمِ الْكِتَابِ وَالْإِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَدْخُلَهُ تَغْرِيرٌ، أَوْ

ظُلْمٌ، أَوْ جَوْرٌ، أَوْ خِلَافٌ لِلْقُرْآنِ أَوْ خِلَافٌ لِلْعِلْمِ.

**اور جان لو کہ مسلمانوں کے بازاروں میں جو کچھ بیچا جائے اُس کی خرید وفروخت حلال ہے جب تک اُسے اللہ کی کتاب، اسلام اور سنت کے مطابق بیچا جائے، بشرطیکہ اس میں کوئی دھوکہ، یا ظلم، یا زیادتی، یا قرآن کریم کے خلاف یا علم کے خلاف کوئی چیز داخل نہ ہو۔**

**[۸۸]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّهُ يَنْبَغِي لِلْعَبْدِ أَنْ تَصْحَبَهُ الشَّفَقَةُ أَبَدًا مَا صَحِبَ الدُّنْيَا؛ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي عَلَى مَا يَمُوتُ، وَبِمَا يُخْتَمُ لَهُ، وَعَلَى مَا يَلْقَى اللَّهَ، وَإِنْ عَمِلَ كُلَّ عَمَلٍ مِنَ الْخَيْرِ (۱)، وَيَنْبَغِي لِلرَّجُلِ الْمُسْرِفِ عَلَى نَفْسِهِ أَلَّا يَقْطَعَ رَجَاءَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ، وَيُحْسِنَ ظَنَّهُ بِاللَّهِ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- (۲)، وَيَخَافُ ذُنُوبَهُ (۳)؛ فَإِنْ رَحِمَهُ اللَّهُ فَبِفَضْلٍ، وَإِنْ عَذَّبَهُ فَبِذَنْبٍ.

---

(۱) جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۲۶۵۱) روایت کیا ہے۔

(۲) اسے امام مسلم نے (۶۸۴) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

”لَا يَمُوتُ أَحَدُكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ بِاللَّهِ الظَّنَّ“۔

تم میں سے کسی کی بھی موت اسی حال میں آنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔

(۳) امام ابن ماجہ (۴۲۶۱) اور امام نسائی نے سنن کبری (۱۰۹۰۱) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: ”كَيْفَ تَجِدُكَ؟“ قَالَ: أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَخَافُ ذُنُوبِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ“۔

کہ نبی کریم ﷺ ایک جوان کے پاس آئے وہ مرض الموت میں تھا، آپ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے وقت میں جس بندے کے دل میں یہ دونوں حالتیں اکٹھا ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اُسے اس کی امید کی چیز دے دیتا ہے اور ڈر کی چیز سے بے خوف کر دیتا ہے“۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ (۱۰۵۱) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ! جان لو کہ بندہ جب تک دنیا میں رہے اُسے اپنے بارے میں گناہوں کی بابت ڈرتے رہنے چاہئے ؛ کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ اس کی موت کس حال میں آئے گی، اس کا خاتمہ کس حال میں ہوگا اور وہ اللہ سے کس حال میں ملاقات کرے گا، اگرچہ وہ نیکی کا ہر عمل کرتا رہے تب بھی، اسی طرح اپنے نفس پر ظلم کرنے والے کو چاہئے کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی امید ختم نہ کرے، بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اچھا گمان رکھے اور اپنے گناہوں سے ڈرے ؛ اگر اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کردے تو اُس کے فضل و کرم سے ہے اور اگر عذاب دے تو گناہ کے سبب ہے۔

**[٨٩]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- أَطْلَعَ نَبِيَّهُ عَلَى مَا يَكُونُ فِي أُمَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[١]

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی امت میں قیامت تک پیش آنے والی چیزوں سے مطلع فرمایا ہے۔

**[٩٠]** وَاعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ''سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ''، قِيلَ: وَمَنْ هُمُ الْجَمَاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ''مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي''.[٢]

اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

---

① جیسا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (٦٦٠٤) و امام مسلم نے (٢٨٩١) روایت کیا ہے۔

② اسے امام ترمذی (٢٦٤١)، امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (١٤٧) میں، امام ابن نصر مروزی نے ''السنۃ'' (٥٩) میں، امام آجری نے ''الشریعۃ'' (٢٣، ٢٤) میں، اور امام ابن وضاح قرطبی نے ''البدع والنہی عنہا'' (٨٥) میں اور دیگر اہل علم نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلہ صحیحہ (٢٠٣، ٢٠٤) میں صحیح قرار دیا ہے۔

**”میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے، اور وہ جماعت ہے“، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کونسی جماعت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس راستے پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں“۔**

وَهَكَذَا كَانَ الدِّينُ إِلَى خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، الْجَمَاعَةُ كُلُّهَا، وَهَكَذَا كَانَ فِي زَمَنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ جَاءَ الِاخْتِلَافُ وَالْبِدَعُ، وَصَارَ النَّاسُ أَحْزَابًا وَصَارُوا فِرَقًا، فَمِنَ النَّاسِ مَنْ ثَبَتَ عَلَى الْحَقِّ عِنْدَ أَوَّلِ التَّغْيِيرِ، وَقَالَ بِهِ، وَعَمِلَ بِهِ، وَدَعَا النَّاسَ إِلَيْهِ.

فَكَانَ الْأَمْرُ مُسْتَقِيمًا حَتَّى كَانَتِ الطَّبَقَةُ الرَّابِعَةُ فِي خِلَافَةِ بَنِي فُلَانٍ، انْقَلَبَ الزَّمَانُ، وَتَغَيَّرَ النَّاسُ جِدًّا، وَفَشَتِ الْبِدَعُ، وَكَثُرَ الدُّعَاةُ إِلَى غَيْرِ سَبِيلِ الْحَقِّ وَالْجَمَاعَةِ، وَوَقَعَتِ الْمِحْنَةُ فِي شَيْءٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَا أَصْحَابُهُ.

اسی طرح دین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک باقی رہا، پوری جماعت اسی پر قائم تھی، عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی یہی حال تھا، مگر جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو اختلاف اور بدعات نے جنم لیا، لوگ گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے، کچھ لوگ تھے جو تبدیلی کے آغاز کے وقت بھی حق پر ثابت قدم رہے، وہی کہا، اُسی پر عمل کیا اور لوگوں کو اسی کی دعوت دی۔

بہر کیف معاملہ ٹھیک ٹھاک تھا یہاں تک کہ بنو فلاں کے دور خلافت میں چوتھا طبقہ آیا تو زمانہ پلٹ گیا، لوگ بہت زیادہ بدل گئے، ہر طرف بدعات پھیل گئیں، راہ حق اور جماعت کے علاوہ کی طرف دعوت دینے والوں کی کثرت ہوگئی، اور ایسی چیز میں آزمائش آ گئی جس

کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی بات کی تھی نہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے۔

وَدَعَوْا إِلَى الْفُرْقَةِ، وَقَدْ نَهَى اللَّهُ عَنِ الْفُرْقَةِ، وَكَفَّرَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَكُلٌّ دَاعٍ إِلَى رَأْيِهِ، وَإِلَى تَكْفِيرِ مَنْ خَالَفَهُ، فَضَلَّ الْجُهَّالُ وَالرِّعَاعُ، وَمَنْ لَا عِلْمَ لَهُ، وَأَطْمَعُوا النَّاسَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا، وَخَوَّفُوهُمْ عِقَابَ الدُّنْيَا، فَاتَّبَعَهُمُ الْخَلْقُ عَلَى خَوْفٍ فِي دِينِهِمْ، وَرَغْبَةٍ فِي دُنْيَاهُمْ.

انہوں نے فرقہ بندی کی دعوت دی جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی سے منع کیا ہے، ایک دوسرے کو کافر قرار دیا، ہر ایک اپنی رائے کی تائید اور اپنے مخالف کو کافر ٹھہرانے کی دعوت دینے لگا، جس کے نتیجے میں جاہل، سماج کے پست اور علم سے ناواقف لوگ گمراہ ہو گئے، اور انہیں کچھ دنیوی چیزوں کی لالچ دی اور انہیں دنیا کی سزا سے ڈرایا، جس کے نتیجے میں لوگوں نے اپنے دین کے معاملے میں ڈر کے مارے اور دنیا کی چاہت کے سبب اُن کی پیروی کی۔

فَصَارَتِ السُّنَّةُ وَأَهْلُ السُّنَّةِ مَكْتُومِينَ، وَظَهَرَتِ الْبِدْعَةُ وَفَشَتْ، وَكَفَرُوا مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ مِنْ وُجُوهٍ شَتَّى، وَوَضَعُوا الْقِيَاسَ، فَحَمَلُوا قُدْرَةَ الرَّبِّ وَآيَاتِهِ وَأَحْكَامِهِ وَأَمْرِهِ وَنَهْيِهِ عَلَى عُقُولِهِمْ وَآرَائِهِمْ، فَمَا وَافَقَ عُقُولَهُمْ قَبِلُوهُ، وَمَا لَمْ يُوَافِقْ عُقُولَهُمْ رَدُّوهُ، فَصَارَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَالسُّنَّةُ غَرِيبَةً، وَأَهْلُ السُّنَّةِ غُرَبَاءَ فِي جَوْفِ دِيَارِهِمْ.

حالت یہ ہو گئی کہ سنت اور اہل سنت روپوش ہو گئے، بدعت ظاہر ہو گئی اور ہر طرف پھیل گئی، لوگ مختلف طریقوں سے تکفیر کرنے لگے جس کا انہیں علم وشعور ہی نہ تھا، انہوں نے قیاس گھڑا، اور رب سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت، اس کی آیات، احکام اور امر ونہی کو اپنی عقول

وآراء پر پرکھا، جو ان کی عقلوں کے موافق ہوا قبول کرلیا اور جو ان کی عقلوں کے موافق نہ ہوا اُسے رد کر دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام اور سنت ایک بار پھر اجنبی ہو گئے اور اہل سنت اپنے ہی گھروں میں اجنبی ہو گئے۔

**[۹۱]** وَاعْلَمْ أَنَّ الْمُتْعَةَ - مُتْعَةَ النِّسَاءِ - وَالِاسْتِحْلَالَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[۱]

اور جان لو کہ متعہ - عورتوں سے متعینہ مدت کے لئے نکاح کرنا - اور حلالہ قیامت تک کے لئے حرام ہیں۔

**[۹۲]** وَاعْرِفْ لِبَنِي هَاشِمٍ فَضْلَهُمْ؛ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ[۲]،

---

(۱) متعہ (کچھ مال کے عوض کسی عورت سے متعین مدت کے لئے نکاح کرنا): اس لئے حرام ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے (۲۱/۱۴۰۶) سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ..''۔

اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی، اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔

اور استحلال (یعنی مروجہ حلالہ): اس لئے حرام ہے کہ امام ابو داود (۲۰۷۶) اور امام ابن ماجہ نے (۱۹۳۵) علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''إرواء الغليل'' (۱۸۹۷) میں صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

''لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ''۔

رسول اللہ ﷺ نے (تیسری طلاق کے بعد بیوی کو پہلے شوہر کے لئے) حلال کرنے والے اور جس کے لئے حلال کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۲) اسے امام مسلم نے (۲۲۷۶) واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

''قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ''۔ ==

وَتَعْرِفْ فَضْلَ قُرَيْشٍ ① وَالْعَرَبِ، وَجَمِيعِ الْأَفْخَاذِ، فَاعْرِفْ قَدْرَهُمْ وَحُقُوقَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ ②، وَتَعْرِفْ لِسَائِرِ النَّاسِ حَقَّهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، وَتَعْرِفْ فَضْلَ الْأَنْصَارِ ③، وَوَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهِمْ ④، وَآلَ الرَّسُولِ فَلَا تَنْسَهُمْ، تَعْرِفْ فَضْلَهُمْ، وَجِيرَانَهُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَاعْرِفْ فَضْلَهُمْ.

**اور بنو ہاشم کی فضیلت جانو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار ہیں، نیز قریش اور عرب کی فضیلت جانو اور تمام ذیلی قبائل کی فضیلت جانو، ان کی قدر ومنزلت اور اسلام میں ان کے حقوق پہچانو، قوم کا آزاد کردہ غلام بھی انہیں میں سے ہوتا ہے، اور باقی تمام لوگوں کا بھی**

---

== نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو چنا، کنانہ سے قریش کو چنا، قریش سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم سے مجھے چنا۔

① سابق حدیث میں ذکر کردہ باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

② اسے امام بخاری نے (۶۷۶۱) انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:
"وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ"۔ (اور قوم کا آزاد کردہ غلام بھی انہیں میں شامل ہے)

③ یہ انصار کے فضائل سے متعلق احادیث میں سے ہے جسے امام بخاری (۱۷) اور امام مسلم نے (۷۴) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:
"آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ الْمُؤْمِنِ حُبُّ الْأَنْصَارِ"۔
منافق کی نشانی انصار سے نفرت کرنا ہے اور مومن کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے۔

④ اسے امام بخاری (۳۷۹۹) اور امام مسلم نے (۲۵۱۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:
"أُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي، وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ؛ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ"۔
میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ میرے اپنے جگری اور خاص لوگ ہیں، انہوں نے نصرت ومدد سے متعلق اپنی ذمہ داری ادا کر دی، اب ان کا حق ملنا باقی ہے؛ اس لئے ان میں سے نیک کار کی اچھائی قبول کرو اور خطا کار کی خطا درگزر کر دو۔

اسلام میں حق پہچانو، انصار کی فضیلت جانو اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا خیال کرو، اور رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کو نہ بھولو اُن کی فضیلت جانو، اسی طرح مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمسایوں کی بھی فضیلت جانو۔

**[۹۳]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ لَمْ يَزَالُوا يَرُدُّونَ قَوْلَ الْجَهْمِيَّةِ حَتَّى كَانَ فِي خِلَافَةِ بَنِي فُلَانٍ [بَنِي الْعَبَّاسِ] تَكَلَّمَ الرُّوَيْبِضَةُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ ①، وَطَعَنُوا عَلَى آثَارِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَأَخَذُوا بِالْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ ②،

---

① [''رویبضہ'' کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ''سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ، قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ''۔ [ابن ماجہ (۴۰۳۶)، وحاکم (۸۴۳۹، ۸۵۶۴)، ومعجم کبیر طبرانی (۱۲۳)، ومسند احمد (۷۹۱۲، ۱۳۲۹۸)، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے سلسلہ صحیحہ (۱۸۸۷، ۲۲۵۳) اور صحیح الجامع (۳۶۵۰) میں حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب لوگوں پر دھوکہ دینے والے سال آئیں گے، جن میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا، خیانت کار کو امانتدار سمجھا جائے گا اور امانتدار کو خیانت کار سمجھا جائے گا، اور ان سالوں میں رویبضہ بولے گا، پوچھا گیا: رویبضہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: گیا گزرا آدمی عام لوگوں کے معاملہ میں بات کرے گا۔ (مترجم)]۔

② [احادیث رسول پر طعنہ زنی کر کے قیاس ورائے کی پیروی کرنے والوں کی مذمت میں عمر رضی اللہ فرماتے ہیں:

''أَصْبَحَ أَهْلُ الرَّأْيِ أَعْدَاءَ السُّنَنِ؛ أَعْيَتْهُمُ الْأَحَادِيثُ أَنْ يَعُوهَا وَتَفَلَّتَتْ مِنْهُمْ أَنْ يَرْوُوهَا فَاسْتَبَقُوهَا بِالرَّأْيِ''۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، از ابن عبدالبر، ۲/۱۰۴۱، نمبر: ۲۰۰۱)۔

اہل رائے سنتوں کے دشمن ہیں، وہ حدیثوں کو سمجھنے سے عاجز رہے اور روایت کرنے سے بے بس ہو گئے تو رائے اپنا کر انہیں پیچھے چھوڑ دیا۔ (مترجم)]۔

وَكَفَّرُوا مَنْ خَالَفَهُمْ؛ فَدَخَلَ فِي قَوْلِهِمُ الْجَاهِلُ وَالْمُغَفَّلُ وَالَّذِي لَا عِلْمَ لَهُ حَتَّى كَفَرُوا مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ؛ فَهَلَكَتِ الْأُمَّةُ مِنْ وُجُوهٍ، وَكَفَرَتْ مِنْ وُجُوهٍ، وَتَزَنْدَقَتْ مِنْ وُجُوهٍ، وَضَلَّتْ مِنْ وُجُوهٍ، وَتَفَرَّقَتْ وَابْتَدَعَتْ مِنْ وُجُوهٍ؛ إِلَّا مَنْ ثَبَتَ عَلَى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَمْرِهِ وَأَمْرِ أَصْحَابِهِ وَلَمْ يُخْطِئْ أَحَدًا مِنْهُمْ وَلَمْ يُجَاوِزْ أَمْرَهُمْ، وَوَسِعَهُ مَا وَسِعَهُمْ، وَلَمْ يَرْغَبْ عَنْ طَرِيقَتِهِمْ وَمَذْهَبِهِمْ، وَعَلِمَ أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْإِسْلَامِ الصَّحِيحِ وَالْإِيمَانِ الصَّحِيحِ؛ فَقَلَّدَهُمْ دِينَهُ وَاسْتَرَاحَ، وَاعْلَمْ أَنَّ الدِّينَ إِنَّمَا هُوَ التَّقْلِيدُ، وَالتَّقْلِيدُ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ. (1)

---

(1) [دین تقلید کا نام نہیں، بلکہ دین ''اتباع'' کا نام ہے۔ لہٰذا یہ تعبیر محض لفظی ہے یا تجوزاً استعمال کی گئی ہے، جیسا کہ سلف میں کبھی کبھار اس قسم کا استعمال وارد ہوا ہے، بلا دلیل و حجت مروجہ تقلید و جمود، عصبیت، ائمہ پرستی اور گروہ بندی کے معنیٰ میں نہیں ہے اور نہ ہی راہ صحابہ پر چلنا تقلید ہے، بلکہ یہ ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء: ۱۱۵]۔ (اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے) اسی طرح فرمان نبوی: ''مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي'' [ترمذی: ۲۶۴۱، حسن] (جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں) کے بموجب سراپا اتباع ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے مکلف ٹھہرایا ہے، البتہ نام اور تعبیر کے بجائے امت میں چوتھی صدی ہجری سے مروجہ اندھی و شخصی تقلید جو دلیل و حجت کے باوجود جمود و تعطل سے عبارت ہے، وہ بلاشبہ قابل مذمت اور نکارت کی سزاوار ہے، چنانچہ امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''أَنَّ النَّذِيرَ مَنْ أَقَامَ الْحُجَّةَ، فَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِحُجَّةٍ فَلَيْسَ بِنَذِيرٍ، فَإِنْ سَمَّيْتُمْ ذٰلِكَ تَقْلِيدًا فَلَيْسَ الشَّأْنُ فِي الْأَسْمَاءِ، وَنَحْنُ لَا نُنْكِرُ التَّقْلِيدَ بِهٰذَا الْمَعْنَى، فَسَمُّوهُ مَا شِئْتُمْ، وَإِنَّمَا نُنْكِرُ نَصْبَ رَجُلٍ مُعَيَّنٍ يُجْعَلُ قَوْلُهُ عِيَارًا عَلَى الْقُرْآنِ وَالسُّنَنِ؛ فَمَا وَافَقَ قَوْلَهُ مِنْهَا قُبِلَ وَمَا خَالَفَهُ لَمْ يُقْبَلْ، وَيُقْبَلُ قَوْلُهُ بِغَيْرِ حُجَّةٍ، وَيُرَدُّ قَوْلُ نَظِيرِهِ أَوْ أَعْلَمَ مِنْهُ وَالْحُجَّةُ مَعَهُ، فَهٰذَا الَّذِي أَنْكَرْنَاهُ، وَكُلُّ عَالِمٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ يُعْلِنُ إِنْكَارَهُ وَذَمَّهُ وَذَمَّ أَهْلِهِ'' [إعلام الموقعين عن رب العالمین (۲/۱۷۹)]۔

ڈرانے والا وہ ہے جو حجت و دلیل پیش کرے، جو حجت و برہان پیش نہ کرے وہ ڈرانے والا نہیں، اب اگر تم اُسے تقلید کا نام دیتے ہو، تو ناموں کا مسئلہ نہیں ہے، اس معنیٰ میں ہم تقلید کے منکر نہیں ہیں، لہٰذا تم اُسے جو نام چاہو دیدو، ==

اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ اہل علم برابر جہمیہ کے قول کی تردید کرتے رہے یہاں تک کہ بنو عباس کے دور حکومت میں گئے گزرے بے وقوف لوگ عوام کے مسئلہ میں باتیں کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پر طعنہ زنی کرنے لگے، قیاس اور رائے کو اپنایا، اپنے مخالفین کو کافر قرار دیا؛ لہٰذا ان کے قول میں جاہل، سادہ لوح اور جو علم سے ناواقف تھے سب داخل ہو گئے، اور بے شعوری میں کفر کر بیٹھے؛ چنانچہ کئی وجوہ سے امت ہلاک و برباد ہو گئی، کئی وجوہ سے کفر کیا، کئی وجوہ سے زندیق (بے دین) ہو گئی، کئی وجوہ سے گمراہ ہو گئی اور کئی وجوہ سے فرقہ بندی اور بدعت میں پڑ گئی؛ سوائے اس کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اور آپ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حکم پر ثابت قدم رہا، اُن میں کسی سے بھی آگے گیا نہ اُن کے حکم سے تجاوز کیا، اُسے وہی چیز کافی ہوئی جو اُنہیں کافی تھی، نہ ہی ان کے طریقہ اور منہج سے اعراض کیا، اور جانا کہ وہی (صحابہ رضی اللہ عنہم) ہی صحیح اسلام اور صحیح ایمان پر قائم تھے، چنانچہ ان کے دین کی پیروی کی اور راحت میں رہا، اور جان لو کہ دین دراصل تقلید (صحیح تقلید، اتباع) کا نام ہے، اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید (اتباع) ہے۔

**[٩٤]** وَاعْلَمْ أَنَّ مَنْ قَالَ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ؛ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ، وَمَنْ سَكَتَ فَلَمْ يَقُلْ: مَخْلُوقٌ وَلَا غَيْرُ مَخْلُوقٍ؛ فَهُوَ جَهْمِيٌّ، هَكَذَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ

---

== ہم دراصل کسی معین شخص کو کھڑا کر لینے کے منکر ہیں جس کے قول و فرمان کو قرآن و سنن کے خلاف کسوٹی اور معیار بنا لیا جائے، چنانچہ قرآن و سنت کی جو باتیں اُس کے قول کے موافق ہوں، قبول کی جائیں اور جو اُس کے خلاف ہوں، ناقابل قبول قرار دی جائیں، اس طرح اُس کی بات کو بلا حجت و برہان قبول کیا جائے اور اس کے ہم مثل یا اُس سے زیادہ علم والے کا قول، جس کے پاس دلیل و حجت ہو، رد کر دیا جائے، ہم اس چیز کے منکر ہیں، اور روئے زمین کا ہر عالم اس چیز کا علانیہ انکار اور اس کی اور اس کے علمبرداروں کی کھلی مذمت کرتا ہے۔ [مترجم]

حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ[①]، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ''إِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ؛ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، وَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ''.[②]

اور جان لو کہ جو کہے: میرا قرآن کریم کو بولنا مخلوق ہے؛ وہ بدعتی ہے، اور جو خاموش رہے نہ مخلوق ہے نہ غیر مخلوق کہے، وہ جہمی ہے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے یہی فرمایا ہے، اور رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''یقیناً جو میرے بعد زندہ رہے گا عنقریب بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، لہٰذا دین میں نئی نئی باتوں سے بچ کر رہنا؛ کیونکہ وہ گمراہی ہیں، اور میری سنت اور ہدایت یافتہ، نیک خلفاء کی سنت کو لازم پکڑنا اور اسے داڑھوں سے مضبوط جکڑ لینا''۔

**[٩٥]** وَاعْلَمْ أَنَّهُ إِنَّمَا جَاءَ هَلَاكُ الْجَهْمِيَّةِ أَنَّهُمْ فَكَّرُوا فِي الرَّبِّ فَأَدْخَلُوا: «لِمَ» وَ«كَيْفَ» وَتَرَكُوا الْأَثَرَ، وَوَضَعُوا الْقِيَاسَ، وَقَاسُوا الدِّينَ عَلَى رَأْيِهِمْ؛ فَجَاءُوا بِالْكُفْرِ عِيَانًا، لَا يَخْفَى أَنَّهُ كُفْرٌ، وَأَكْفَرُوا الْخَلْقَ، وَاضْطَرَّهُمُ الْأَمْرُ حَتَّى قَالُوا بِالتَّعْطِيلِ.

اور جان لو کہ جہمیہ کی بربادی کا سبب بس یہی ہے کہ انہوں نے رب سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کیا اور اس میں ''کیوں؟'' اور ''کیسے؟'' داخل کر دیا، حدیث ترک کر دیا، قیاس وضع کیا اور دین کو اپنی رائے پر قیاس کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ کھلم کھلا کفر کیا جس کے کفر ہونے میں کوئی پوشیدگی نہیں، اور مخلوق الٰہی کو کافر ٹھہرایا، بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ تعطیل کا عقیدہ اپنا لیا۔

---

① دیکھئے: السنۃ از امام عبداللہ بن احمد بن حنبل (١/ ١٦٣)، ومجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (١٢/ ٣٥٩- ٣٦٣)۔

② اسے امام ابو داود (٤٦٠٧)، ترمذی (٢٦٧٦)، ابن ماجہ (٤٢) اور ابن حبان نے (٥) میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الترغیب'' (٣٧) میں صحیح قرار دیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ -مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ-: الْجَهْمِيُّ كَافِرٌ، لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، حَلَالُ الدَّمِ، لَا يَرِثُ، وَلَا يُورَثُ؛ لِأَنَّهُ قَالَ: لَا جُمُعَةَ وَلَا جَمَاعَةَ، وَلَا عِيدَيْنِ، وَلَا صَدَقَةَ؛ وَقَالُوا: إِنَّ مَنْ لَمْ يَقُلِ: الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ؛ فَهُوَ كَافِرٌ، وَاسْتَحَلُّوا السَّيْفَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَخَالَفُوا مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ، وَامْتَحَنُوا النَّاسَ بِشَيْءٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَأَرَادُوا تَعْطِيلَ الْمَسَاجِدِ وَالْجَوَامِعِ، وَأَوْهَنُوا الْإِسْلَامَ، وَعَطَّلُوا الْجِهَادَ، وَعَمِلُوا فِي الْفُرْقَةِ، وَخَالَفُوا الْآثَارَ، وَتَكَلَّمُوا بِالْمَنْسُوخِ، وَاحْتَجُّوا بِالْمُتَشَابِهِ؛ فَشَكَّكُوا النَّاسَ فِي آرَائِهِمْ وَأَدْيَانِهِمْ، وَاخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ، وَقَالُوا: لَيْسَ عَذَابُ قَبْرٍ، وَلَا حَوْضٌ، وَلَا شَفَاعَةٌ، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ لَمْ يُخْلَقَا، وَأَنْكَرُوا كَثِيرًا مِمَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَحَلَّ مَنِ اسْتَحَلَّ تَكْفِيرَهُمْ وَدِمَاءَهُمْ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ؛ لِأَنَّ مَنْ رَدَّ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ؛ فَقَدْ رَدَّ الْكِتَابَ كُلَّهُ، وَمَنْ رَدَّ أَثَرًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؛ فَقَدْ رَدَّ الْأَثَرَ كُلَّهُ، وَهُوَ كَافِرٌ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، فَدَامَتْ لَهُمُ الْمُدَّةُ، وَوَجَدُوا مِنَ السُّلْطَانِ مَعُونَةً عَلَى ذَلِكَ، وَوَضَعُوا السَّيْفَ وَالسَّوْطَ دُونَ ذَلِكَ، فَدَرَسَ عِلْمُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَأَوْهَنُوهُمَا، وَصَارَتَا مَكْتُومَتَيْنِ؛ لِإِظْهَارِ الْبِدَعِ وَالْكَلَامِ فِيهَا وَلِكَثْرَتِهِمْ، وَاتَّخَذُوا الْمَجَالِسَ، وَأَظْهَرُوا رَأْيَهُمْ وَوَضَعُوا فِيهِ الْكُتُبَ، وَأَطْمَعُوا النَّاسَ، وَطَلَبُوا لَهُمُ الرِّيَاسَةَ، فَكَانَتْ فِتْنَةٌ عَظِيمَةٌ، لَمْ يَنْجُ مِنْهَا إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللَّهُ، فَأَدْنَى مَا كَانَ يُصِيبُ الرَّجُلَ مِنْ مُجَالَسَتِهِمْ؛ أَنْ يَشُكَّ فِي دِينِهِ، أَوْ يُتَابِعَهُمْ، أَوْ يَزْعُمَ أَنَّهُمْ عَلَى الْحَقِّ، وَلَا يَدْرِي أَنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَوْ عَلَى الْبَاطِلِ، فَصَارَ شَاكًّا؛ فَهَلَكَ الْخَلْقُ حَتَّى كَانَ أَيَّامَ جَعْفَرٍ -الَّذِي يُقَالُ

لَهُ: الْمُتَوَكِّلُ- فَأَطْفَأَ اللّٰهُ بِهِ الْبِدَعَ، وَأَظْهَرَ بِهِ الْحَقَّ، وَأَظْهَرَ بِهِ أَهْلَ السُّنَّةِ، وَطَالَتْ أَلْسِنَتُهُمْ، مَعَ قِلَّتِهِمْ وَكَثْرَةِ أَهْلِ الْبِدَعِ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا، وَالرَّسْمُ وَأَعْلَامُ الضَّلَالَةِ قَدْ بَقِيَ مِنْهُمْ قَوْمٌ يَعْمَلُونَ بِهَا، وَيَدْعُونَ إِلَيْهَا، لَا مَانِعَ يَمْنَعُهُمْ، وَلَا أَحَدَ يَحْجُزُهُمْ عَمَّا يَقُولُونَ وَيَعْمَلُونَ!.

اور بعض علماء نے کہا ہے جن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی ہیں کہ: جہمی کافر ہے، اہل قبلہ میں سے نہیں ہے، اس کا خون حلال ہے، نہ وہ وارث ہوگا نہ کوئی اس کا وارث ہوگا؛ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ: نہ جمعہ ہے، نہ جماعت ہے، نہ عیدین ہے، نہ زکاۃ ہے؛ نیز جہمیہ کا کہنا ہے کہ: جو قرآن کو مخلوق نہ کہے وہ کافر ہے، انہوں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار حلال کیا، اپنے سے پہلے لوگوں کی مخالفت کی، اور لوگوں کو ایسی آزمائش میں مبتلا کیا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات کی تھی نہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے، انہوں نے مساجد و جوامع کو ویران کرنا چاہا، اسلام کو کھوکھلا کیا، جہاد کو معطل کیا، فرقہ بندی پھیلائی، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی، منسوخ کے ذریعہ بات کی، متشابہ سے استدلال کیا، چنانچہ لوگوں کو اپنے آراء و مذاہب میں شک میں مبتلا کر دیا، اور اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، نیز کہا کہ: نہ عذاب قبر ہے، نہ حوض کوثر ہے، نہ شفاعت ہے، جنت اور جہنم پیدا نہیں کی گئی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیشتر فرمودات کا کا انکار کیا، بنا بریں جن علماء نے ان کی تکفیر اور ان کا خون حلال سمجھا اسی وجہ سے سمجھا؛ کیونکہ جس نے کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کر دیا اس نے پوری کتاب کا انکار کر دیا، اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کا انکار کر دیا اس نے ساری حدیثوں کا انکار کر دیا، اور ایسا شخص اللہ عظیم کا کافر ہے۔ یہ لوگ ایک عرصہ تک اس روش پر قائم رہے، انہیں اس سلسلہ میں حاکم وقت سے مدد ملی، اس کے

خلاف کرنے والوں پر انہوں نے تلوار اور کوڑے استعمال کئے، اس کے نتیجے میں سنت و جماعت کا علم مٹ گیا، انہوں نے ان دونوں کو کمزور کیا جس کے نتیجے میں دونوں پوشیدہ ہو گئے؛ کیونکہ بدعات اور کلام کا غلبہ تھا اور انہی لوگوں کی کثرت تھی، انہوں نے مجلسیں منعقد کیں، اپنی رائے کا اظہار کیا، اور اس بارے میں کتابیں تیار کیں، لوگوں کو لالچ دی اور انہیں سرداریاں فراہم کیں، جس کے سبب بہت بڑا فتنہ رونما ہوا اس سے بس وہی نجات پا سکا جسے اللہ نے محفوظ رکھا، چنانچہ ان کی ہم نشینی کے سبب سب سے کمتر نقصان یہ ہوا کہ آدمی اپنے دین میں شک کرنے لگا، یا ان کی پیروی کرنے لگا یا انہیں حق پر سمجھنے لگا، جبکہ اسے نہیں معلوم کہ وہ حق پر ہے یا باطل پر، لہٰذا وہ شک کرنے والا ہو گیا۔ حاصل یہ کہ مخلوق کا ایک بڑا طبقہ برباد ہو گیا یہاں تک کہ خلیفہ جعفر کا دور آیا جسے متوکل کہا جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ بدعات کا خاتمہ فرمایا، حق کو غالب کیا، اہل سنت کا بول بالا فرمایا، چنانچہ اپنی قلت اور بدعتیوں کی کثرت کے باوجود انہوں نے حق گوئی کے لئے زبانیں کھولیں، جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ مگر ان میں سے کچھ لوگ بدستور باقی رہے جو ضلالت و گمراہی کی نشانیوں پر عمل پیرا رہے، اس کی دعوت دیتے رہے، نہ انہیں کوئی روکنے والا تھا اور نہ جو کچھ وہ کہتے یا کرتے تھے اُس پر پابندی لگانے والا تھا۔

**[٩٦]** وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَمْ تَجِئْ بِدْعَةٌ قَطُّ إِلَّا مِنَ الْهَمَجِ الرِّعَاعِ أَتْبَاعِ كُلِّ نَاعِقٍ، يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ، فَمَنْ كَانَ هَكَذَا فَلَا دِينَ لَهُ، قَالَ اللّٰهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى-: ﴿فَمَا ٱخْتَلَفُوٓاْ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾ [الجاثية: ١٧].

وَقَالَ: ﴿وَمَا تَفَرَّقُوٓاْ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾ [الشورى: ١٤].

وَقَالَ: ﴿وَمَا ٱخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا ٱلَّذِينَ أُوتُوهُ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ ٱلْبَيِّنَٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾ [البقرة:٢١٣]. وَهُمْ عُلَمَاءُ السُّوءِ، أَصْحَابُ الطَّمَعِ وَالْبِدَعِ.

اور جان لو کہ جب بھی کوئی بدعت آئی ہے بے شعور گئے گزرے عوام ہی کی جانب سے آئی ہے جو ہر چیخنے والے کے پیچھے بھاگتے ہیں، ہر ہوا کے جھونکے سے مائل ہو جاتے ہیں، چنانچہ جو ایسا ہو اس کا کوئی دین نہیں ہوتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''پھر انہوں نے اپنے پاس علم کے پہنچ جانے کے بعد آپس کی ضد بحث سے ہی اختلاف برپا کر ڈالا''۔ [الجاثیۃ:۱۷]

نیز ارشاد ہے:

ترجمہ: ''ان لوگوں نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی اختلاف کیا (اور وہ بھی) باہمی ضد بحث سے''۔ [الشوری:۱۴]

اسی طرح ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور صرف ان ہی لوگوں نے جنھیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آچکنے کے بعد آپس کے بغض وعناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا''۔ [البقرہ:۲۱۳]

اور یہ علماء سوء ہیں جو دنیا کے حریص اور بدعتوں کے دلدادہ ہوتے ہیں۔

**[٩٧]** وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا يَزَالُ النَّاسُ فِي عِصَابَةٍ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ وَالسُّنَّةِ، يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَيَهْدِي بِهِمْ غَيْرَهُمْ، وَيُحْيِي بِهِمُ السُّنَنَ؛ فَهُمُ الَّذِينَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ قِلَّتِهِمْ عِنْدَ الاخْتِلَافِ وَقَالَ:

﴿ٱلَّذِينَ أُوتُوهُ مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ ٱلْبَيِّنَٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾ [البقرة:٢١٣].

فَاسْتَثْنَاهُمْ، فَقَالَ:

﴿فَهَدَى ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِمَا ٱخْتَلَفُواْ فِيهِ مِنَ ٱلْحَقِّ بِإِذْنِهِۦ ۗ وَٱللَّهُ يَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾﴾ [البقرة: ٢١٣].

وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ''لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ''. ①

اور جان لو کہ اہل حق اور سنت پرستوں کی ایک جماعت ہمیشہ باقی رہے گی، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے گا اور اُن کے ذریعہ دوسروں کو بھی ہدایت دے گا نیز انہی کے ذریعہ سنتوں کو زندہ کرے گا؛ چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی قلت کے باوجود اختلاف کے وقت اللہ تعالیٰ نے صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ''اور صرف ان ہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آچکنے کے بعد آپس کے بغض وعناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں استثناء کرتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: ''اس لئے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیئت سے رہبری کی اور اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے''۔

[البقرۃ: ۲۱۳]

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی، انہیں بے سہارا چھوڑ دینے والے نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم کا آجائے گا''۔

**[۹۸]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللّٰهُ- أَنَّ الْعِلْمَ لَيْسَ بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ وَالْكُتُبِ؛ إِنَّمَا

① اسے امام بخاری (۷۴۶۰) اور امام مسلم نے (۱۰۳۷/۱۷۴) معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

الْعَالِمُ مَنِ اتَّبَعَ الْعِلْمَ وَالسُّنَنَ، وَإِنْ كَانَ قَلِيلَ الْعِلْمِ وَالْكُتُبِ، وَمَنْ خَالَفَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَهُوَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ، وَإِنْ كَانَ كَثِيرَ الْعِلْمِ وَالْكُتُبِ. [①]

**اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ علم روایت اور کتابوں کی کثرت کا نام نہیں ہے؛ بلکہ دراصل عالم وہ ہے جو علم اور سنتوں کی پیروی کرے اگر چہ کم علم اور تھوڑی کتابوں والا ہی ہو، اور جو کتاب وسنت کی مخالفت کرے وہ بدعتی ہے اگر چہ بہت زیادہ علم**

---

① [علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وقد فتن كثير من المتأخرين بهذا، فظنوا أن من كثر كلامه وجداله وخصامه في مسائل الدين فهو أعلم ممن ليس كذلك؛ وهذا جهل محض. وانظر إلى أكابر الصحابة وعلمائهم، كأبي بكر، وعمر، وعثمان، وعلي، ومعاذ، وابن مسعود، وزيد بن ثابت رضي الله عنهم؛ كيف كانوا؛ كلامهم أقل من كلام ابن عباس، وهم أعلم منه. وكذلك كلام التابعين أكثر من كلام الصحابة، والصحابة أعلم منهم، وكذلك تابعوا التابعين كلامهم أكثر من كلام التابعين، والتابعون أعلم منهم. فليس العلم بكثرة الرواية، ولا بكثرة المقال، ولكنه نور يقذف في القلب، يفهم به العبد الحق، ويميز به بينه وبين الباطل، ويعبر عن ذلك بعبارات وجيزة محصلة للمقاصد“۔ (دیکھئے: فضل علم السلف علی الخلف ص: ۳۸)

اس سے بہت سارے متاخرین فتنہ میں پڑ گئے اور گمان کر لیا کہ دین کے مسئلہ میں جس کی بات، بحث ومباحثہ اور جھگڑا زیادہ ہو وہ دیگر لوگوں سے زیادہ علم والا ہے جو ایسے نہیں ہیں، حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے، اکابر صحابہ اور ان کے علماء جیسے ابو بکر، عمر، عثمان، علی، معاذ، ابن مسعود اور زید بن ثابت وغیرہ کو دیکھ لیجئے کہ وہ کیسے تھے، ان کی باتیں ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کم تھیں جبکہ وہ ان سے زیادہ علم والے تھے، اسی طرح تابعین کی باتیں صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ ہیں، جبکہ صحابہ اُن سے زیادہ علم والے تھے، اسی طرح تبع تابعین کی باتیں تابعین سے زیادہ ہیں، جبکہ تابعین ان سے زیادہ علم والے ہیں، اس لئے علم کثرت روایت یا کثرت کلام کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے جس کے ذریعہ بندہ حق کو سمجھتا ہے، اور اس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق وامتیاز کرتا ہے اور مختصر الفاظ میں اس کی تعبیر کرتا ہے جس سے مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ (مترجم)]

اور کتابوں والا ہو۔

**[٩٩]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّ مَنْ قَالَ فِي دِينِ اللَّهِ بِرَأْيِهِ وَقِيَاسِهِ وَتَأْوِيلِهِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ مِنَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؛ فَقَدْ قَالَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا يَعْلَمُ، وَمَنْ قَالَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا يَعْلَمُ؛ فَهُوَ مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ، وَالْحَقُّ مَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَالسُّنَّةُ -سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ- وَالْجَمَاعَةُ؛ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ وَالْجَمَاعَةُ؛ فَلَجَ عَلَى أَهْلِ الْبِدَعِ كُلِّهَا، وَاسْتَرَاحَ بَدَنُهُ، وَسَلِمَ لَهُ دِينُهُ -إِنْ شَاءَ اللَّهُ-؛ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ''سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي''، وَبَيَّنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاجِيَ مِنْهَا فَقَالَ: ''مَا كُنْتُ أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي''[١]، فَهَذَا هُوَ الشِّفَاءُ وَالْبَيَانُ، وَالْأَمْرُ الْوَاضِحُ، وَالْمَنَارُ الْمُسْتَنِيرُ. وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ''إِيَّاكُمْ وَالتَّعَمُّقَ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَطُّعَ، وَعَلَيْكُمْ بِدِينِكُمُ الْعَتِيقِ''.[٢]

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ جس نے اللہ کے دین میں سنت اور جماعت کی دلیل وحجت کے بغیر اپنی رائے، قیاس اور تاویل کے ذریعہ کوئی بات کہی؛ اس نے اللہ پر ایسی بات کہی جس کا اُسے علم نہیں، اور جس نے اللہ پر ایسی بات کہی جس کا اسے علم نہیں؛ وہ متکلفین میں سے ہے، حق وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آئے اور سنت؛ رسول اللہ ﷺ کی

---

① اس تخریج ص: (٦١)، حاشیہ (٢) میں گزر چکی ہے۔

② یہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جسے امام دارمی (١٤٢، ١٤٣) اور امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد أہل السنۃ'' (١٠٨) میں روایت کیا ہے۔

سنت کا نام ہے، اور جماعت؛ وہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں جمع رہے (اجماع کیا)، اور جو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور جماعت کے منہج پر اکتفا کرے گا وہ تمام بدعات کے دلدادوں پر غالب ہوگا، اس کے بدن کو راحت ملے گی اور اس کا دین سلامت رہے گا، ان شاء اللہ؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''عنقریب میری امت فرقوں میں بٹے گی'' اور آپ ﷺ نے ہمیں ان میں سے ''نجات پانے والے'' کے بارے میں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں''، لہٰذا یہ الجھنوں سے شفاء، بیان، واضح معاملہ اور روشن مینار ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''گہرائی میں جانے (کھود کرید کرنے) سے بچو، اور غلو اور شدت سے بچو، اور اپنے قدیم دین کو لازم پکڑو''۔

**[١٠٠]** وَاعْلَمْ أَنَّ الدِّينَ الْعَتِيقَ مَا كَانَ مِنْ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى قَتْلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ قَتْلُهُ أَوَّلَ الْفُرْقَةِ، وَأَوَّلَ الِاخْتِلَافِ؛ فَتَحَارَبَتِ الْأُمَّةُ وَتَفَرَّقَتْ، وَاتَّبَعَتِ الطَّمَعَ وَالْأَهْوَاءَ، وَالْمَيْلَ إِلَى الدُّنْيَا؛ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ رُخْصَةٌ فِي شَيْءٍ أَحْدَثَهُ مِمَّا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَوْ يَكُونَ رَجُلٌ يَدْعُو إِلَى شَيْءٍ أَحْدَثَهُ مِنْ قِبَلِهِ، أَوْ مِنْ قِبَلِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ؛ فَهُوَ كَمَنْ أَحْدَثَهُ، فَمَنْ زَعَمَ ذَلِكَ أَوْ قَالَ بِهِ فَقَدْ رَدَّ السُّنَّةَ وَخَالَفَ الْحَقَّ وَالْجَمَاعَةَ، وَأَبَاحَ الْبِدَعَ، وَهُوَ أَضَرُّ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ إِبْلِيسَ، وَمَنْ عَرَفَ مَا تَرَكَ أَصْحَابُ الْبِدَعِ مِنَ السُّنَّةِ، وَمَا فَارَقُوا فِيهِ فَتَمَسَّكَ بِهِ؛ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ وَصَاحِبُ جَمَاعَةٍ [١]، وَحَقِيقٌ أَنْ يُتَّبَعَ، وَأَنْ يُعَانَ، وَأَنْ

---

[١] جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ترمذی نے (٢١٦٥) روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: ==

يُحْفَظَ، وَهُوَ مِمَّنْ أَوْصَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

اور جان لو کہ پرانا دین وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے لیکر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک تھا، ان کی شہادت سے فرقہ بندی کی شروعات اور اختلاف کا آغاز ہوگیا؛ چنانچہ امت میں کشاکش ہوئی، امت فرقوں میں بٹ گئی اور دنیوی حرص وطمع، میلان اور خواہشات نفسانی کی پیروی کی، جبکہ دین میں کسی کو نئی بات ایجاد کرنے کی رخصت نہیں جس پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم قائم نہ تھے، یا کوئی آدمی کسی ایسی بات کی دعوت دے جسے اُس نے خود اپنی جانب سے ایجاد کیا ہو یا بدعتیوں میں سے کسی شخص کی جانب سے ایجاد کی گئی ہو، کیونکہ وہ خود ایجاد کرنے والے ہی کی طرح ہے، لہٰذا جس نے ایسا گمان کیا یا ایسی بات کہی درحقیقت اس نے سنت کا انکار کیا، حق اور جماعت کی مخالفت کی، بدعات کو جائز کردیا اور ایسا شخص اس امت کے لئے ابلیس سے بھی زیادہ ضرر رساں ہے، اور جس شخص کو بدعتیوں کی ترک کردہ سنتوں اور جس کے سبب انہوں نے فرقہ بندی کی ہے' اُس کا علم ہو؛ تم اُس سے مضبوطی سے وابستہ ہوجاؤ؛ کیونکہ وہ اہل سنت وجماعت میں سے ہے اور اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، اس کی مدد کی جائے، اُس کی حفاظت کی جائے، نیز وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی بابت رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہے۔

**[۱۰۱]** وَاعْلَمُوا -رَحِمَكُمُ اللَّهُ- أَنَّ أُصُولَ الْبِدَعِ أَرْبَعَةُ أَبْوَابٍ: انْشَعَبَ مِنْ

== ''عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ؛ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ، مَنْ أَرَادَ بُحْبُوحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ...''۔

جماعت کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی سے اجتناب کرو، کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے' وہ دو سے زیادہ دور ہوتا ہے، اور جو جنت کے درمیانی اور کشادہ ترین حصہ میں رہنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔

اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ''ظلال الجنۃ'' (۸۸) میں صحیح قرار دیا ہے۔

هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ اثْنَانِ وَسَبْعُونَ هَوًى، ثُمَّ يَصِيرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْبِدَعِ يَتَشَعَّبُ، حَتَّى تَصِيرَ كُلُّهَا إِلَى أَلْفَيْنِ وَثَمَانِمِائَةِ مَقَالَةٍ، وَكُلُّهَا ضَلَالَةٌ، وَكُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً؛ وَهُوَ مَنْ آمَنَ بِمَا فِي هَذَا الْكِتَابِ وَاعْتَقَدَهُ مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ فِي قَلْبِهِ وَلَا شُكُوكٍ؛ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ، وَهُوَ النَّاجِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ.①

اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ! جان لو کہ بدعتوں کے اصول چار ابواب ہیں: انہی چاروں سے بدعات کی بہتّر شاخیں نکلیں، پھر ان میں سے ہر ایک بدعت کی بھی شاخیں نکلیں یہاں تک کہ ان تمام کی تعداد دو ہزار آٹھ سو ہوگئی، یہ تمام کی تمام گمراہی ہیں اور سب کی سب جہنم میں لے جانے والی ہیں سوائے ایک کے؛ اور یہ وہ شخص ہے جو اس کتاب میں ذکر کردہ باتوں پر ایمان لائے اور اپنے دل میں کسی قسم کے شک وشبہہ کے بغیر اس کا عقیدہ رکھے؛ وہی صاحب سنت ہے اور ان شاء اللہ وہی نجات یافتہ ہے۔

**[۱۰۲]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- لَوْ أَنَّ النَّاسَ وَقَفُوا عِنْدَ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَلَمْ يَتَجَاوَزُوهَا بِشَيْءٍ وَلَمْ يُوَلِّدُوا كَلَامًا مِمَّا لَمْ يَجِئْ فِيهِ أَثَرٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا

---

① [یوسف بن اسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أُصُولُ الْبِدَعِ أَرْبَعٌ: الرَّوَافِضُ، وَالْخَوَارِجُ، وَالْقَدَرِيَّةُ، وَالْمُرْجِئَةُ، ثُمَّ تَتَشَعَّبُ كُلُّ فِرْقَةٍ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ طَائِفَةً، فَتِلْكَ اثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ فِرْقَةً، وَالثَّالِثَةُ وَالسَّبْعُونَ الْجَمَاعَةُ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "إِنَّهَا النَّاجِيَةُ"۔(الشریعہ، از امام آجری، ۱/ ۳۰۳، نمبر:۲۰، والسنۃ از ابن ابی عاصم (۹۵۳)، والابانۃ الکبری از ابن بطہ (۲۷۷، ۲۷۸، از امام ابن المبارک رحمہ اللہ، نیز دیکھئے: فتح الباری، از حافظ ابن حجر (۱۳/ ۳۴۴) ومجموع فتاوی ابن تیمیہ (۳/ ۳۴۶، ۳۵۰، ۱۲/ ۴۸۶، ۱۳/ ۱۴۳)۔

بدعتوں کے اصول چار ہیں: روافض، خوارج، قدریہ اور مرجئہ، پھر ان میں سے ہر فرقہ اٹھارہ فرقوں میں تقسیم ہوا اس طرح یہ کل بہتر فرقے ہوگئے، اور تہتر واں وہ جماعت ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "وہ نجات یافتہ" ہے۔(مترجم)]۔

عَنْ أَصْحَابِهِ لَمْ تَكُنْ بِدْعَةٌ.

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ اگر لوگ دین میں نئی چیزیں ایجاد کرنے سے باز رہتے، کسی چیز کے ذریعہ اس سے تجاوز نہ کرتے، اس میں کوئی ایسی بات پیدا نہ کرتے جس کی بابت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب سے کوئی اثر نہیں آیا ہے تو کوئی بدعت ہی نہ ہوتی۔

**[١٠٣]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ أَنْ يَكُونَ مُؤْمِنًا حَتَّى يَصِيرَ كَافِرًا؛ إِلَّا أَنْ يَجْحَدَ شَيْئًا مِمَّا أَنْزَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى، أَوْ يَزِيدَ فِي كَلَامِ اللَّهِ، أَوْ يَنْقُصَ، أَوْ يُنْكِرَ شَيْئًا مِمَّا قَالَ اللَّهُ، أَوْ شَيْئًا مِمَّا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَاتَّقِ اللَّهَ -رَحِمَكَ اللَّهُ- وَانْظُرْ لِنَفْسِكَ، وَإِيَّاكَ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَرِيقِ الْحَقِّ فِي شَيْءٍ.

اور اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ بندے کے مومن ہونے کے بعد اس کے کافر ہو جانے کے درمیان صرف یہی چیز ہے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ باتوں میں سے کسی چیز کا انکار کردے، یا اللہ کے کلام میں کسی چیز کا اضافہ کردے یا اس میں کمی کردے، یا اللہ کے فرمان میں سے کسی چیز کا انکار کردے، یا رسول اللہ ﷺ کے فرمودات میں سے کسی چیز کا انکار کردے، اس لئے اللہ آپ پر رحم فرمائے، اللہ سے ڈرو، اپنی ذات کے لئے غور کرو، اور دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ راہ حق سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

**[١٠٤]** وَجَمِيعُ مَا وَصَفْتُ لَكَ فِي هَذَا الْكِتَابِ؛ فَهُوَ عَنِ اللَّهِ، وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَعَنْ أَصْحَابِهِ، وَعَنِ التَّابِعِينَ، وَالْقَرْنِ الثَّالِثِ إِلَى الْقَرْنِ الرَّابِعِ، فَاتَّقِ اللَّهَ يَا عَبْدَ اللَّهِ، وَعَلَيْكَ بِالتَّصْدِيقِ وَالتَّسْلِيمِ وَالتَّفْوِيضِ وَالرِّضَا

لِمَا فِي هَذَا الْكِتَابِ، وَلَا تَكْتُمْ هَذَا الْكِتَابَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ فَعَسَى يَرُدُّ اللَّهُ بِهِ حَيْرَانًا عَنْ حَيْرَتِهِ، أَوْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مِنْ بِدْعَتِهِ، أَوْ ضَالًّا عَنْ ضَلَالَتِهِ؛ فَيَنْجُوَ بِهِ.

فَاتَّقِ اللَّهَ وَعَلَيْكَ بِالْأَمْرِ الْأَوَّلِ الْعَتِيقِ، وَهُوَ مَا وَصَفْتُ لَكَ فِي هَذَا الْكِتَابِ؛ فَرَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا، وَرَحِمَ وَالِدَيْهِ قَرَأَ هَذَا الْكِتَابَ، وَبَثَّهُ، وَعَمِلَ بِهِ، وَدَعَا إِلَيْهِ، وَاحْتَجَّ بِهِ، فَإِنَّهُ دِينُ اللَّهِ وَدِينُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَإِنَّهُ مَنِ انْتَحَلَ شَيْئًا خِلَافَ مَا فِي هَذَا الْكِتَابِ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَدِينُ اللَّهَ بِدِينٍ، وَقَدْ رَدَّهُ كُلَّهُ، كَمَا لَوْ أَنَّ عَبْدًا آمَنَ بِجَمِيعِ مَا قَالَ اللَّهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- إِلَّا أَنَّهُ شَكَّ فِي حَرْفٍ؛ فَقَدْ رَدَّ جَمِيعَ مَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى، وَهُوَ كَافِرٌ، كَمَا أَنَّ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تُقْبَلُ مِنْ صَاحِبِهَا إِلَّا بِصِدْقِ النِّيَّةِ وَخَالِصِ الْيَقِينِ، كَذَلِكَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ شَيْئًا مِنَ السُّنَّةِ فِي تَرْكِ بَعْضٍ، وَمَنْ تَرَكَ مِنَ السُّنَّةِ شَيْئًا فَقَدْ تَرَكَ السُّنَّةَ كُلَّهَا، فَعَلَيْكَ بِالْقَبُولِ، وَدَعْ عَنْكَ الْمَحْكَ وَاللَّجَاجَةَ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ دِينِ اللَّهِ فِي شَيْءٍ، وَزَمَانُكَ -خَاصَّةً- زَمَانُ سُوءٍ فَاتَّقِ اللَّهَ.

اور تمام باتیں جو میں نے تمہیں اس کتاب میں بتلائی ہیں؛ وہ اللہ کی جانب سے، رسول ﷺ کی جانب سے، آپ ﷺ کے صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم ورحمہم کی جانب سے اور تیسری صدی ہجری سے لے کر چوتھی صدی ہجری تک کے لوگوں کی جانب سے ہیں، اس لئے اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو، تم پر اس کتاب میں ذکر کردہ باتوں کی تصدیق کرنا، انہیں تسلیم کرنا، سونپ دینا (یعنی اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہ لانا) اور اس سے راضی ہونا لازم ہے، اور اس کتاب کو اہل قبلہ میں سے کسی بھی شخص سے نہ چھپاؤ، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس

کے ذریعہ کسی حیران کو اس کی حیرانی سے یا کسی بدعتی کو اس کی بدعت سے یا کسی گمراہ کو اس کی گمراہی سے لوٹا دے تو وہ اس کے ذریعہ نجات پا جائے۔

اس لئے اللہ سے ڈرو! پہلے والے قدیم دین کو لازم پکڑو، یعنی ان باتوں کو جو میں نے تمہیں اس کتاب میں بتلائی ہیں؛ اللہ تعالیٰ اُس بندے پر اور اُس کے والدین پر رحم فرمائے جو اس کتاب کو پڑھے، اسے پھیلائے، اس پر عمل کرے، لوگوں کو اس کی دعوت دے، اور اس سے دلیل پکڑے؛ کیونکہ یہ اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا دین ہے، اس لئے کہ جو اس کتاب میں ذکر کردہ باتوں کے خلاف کوئی نئی چیز گھڑلے گا وہ اللہ کے دین کا پیروکار نہ ہوگا، بلکہ پورے دین کا انکار کردے گا، جیسے کوئی بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام باتوں پر ایمان لائے مگر صرف ایک حرف میں شک کرے تو درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرمودات کا انکار کرنے والا اور کافر ہے، جس طرح ''لاإله إلا الله'' کی گواہی دینے والے کی گواہی اسی صورت میں قبول ہوتی ہے جب اس میں سچی نیت اور خالص یقین ہو، نیز اللہ تعالیٰ اس شخص کا سنت پر عمل کرنا قبول نہیں فرماتا جو بعض سنتوں کو چھوڑ دے، کیونکہ ایک سنت کو چھوڑنے والا درحقیقت پوری سنت کو چھوڑنے والا ہے، اس لئے تم پر قبول کرنا لازم ہے، سرکشی اور ہٹ دھرمی سے باز رہو، کیونکہ اِس کا اللہ کے دین سے سرے سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور تمہارا زمانہ خاص طور پر بُرا زمانہ ہے اس لئے اللہ سے ڈرو۔

**[١٠٥]** وَإِذَا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ فَالْزَمْ جَوْفَ بَيْتِكَ، وَفِرَّ مِنْ جِوَارِ الْفِتْنَةِ[1]، وَإِيَّاكَ وَالْعَصَبِيَّةَ، وَكُلُّ مَا كَانَ مِنْ قِتَالٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الدُّنْيَا فَهُوَ

---

[1] جیسا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام احمد (٢١٤٤٥)، امام ابوداود (٤٢٦١) اور امام ابن ماجہ (٣٩٥٨) نے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''إرواء الغليل'' (٢٤٥١) میں صحیح قرار دیا ہے۔

فِتْنَةٌ، فَاتَّقِ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَلَا تَخْرُجْ فِيهَا، وَلَا تُقَاتِلْ فِيهَا، وَلَا تَهْوَ وَلَا تُشَايِعْ، وَلَا تُمَايِلْ، وَلَا تُحِبَّ شَيْئًا مِنْ أُمُورِهِمْ، فَإِنَّهُ يُقَالُ: ''مَنْ أَحَبَّ فِعَالَ قَوْمٍ -خَيْرًا كَانَ أَوْ شَرًّا- كَانَ كَمَنْ عَمِلَهُ''.

وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ لِمَرْضَاتِهِ، وَجَنَّبَنَا وَإِيَّاكُمْ مَعْصِيَتَهُ.

اور جب فتنہ رونما ہوتو اپنے گھر کے اندرونی حصہ کو لازم پکڑلو اور فتنہ میں پڑنے سے بھاگو، اور خبردار! عصبیت سے دور رہو، دنیوی مقصد سے مسلمانوں کے درمیان جو بھی لڑائی ہو وہ فتنہ ہے، اس لئے اللہ سے ڈرو جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ فتنہ میں نکلو، نہ لڑائی کرو، نہ خواہش کرو، نہ ساتھ دو، نہ میلان رکھو اور نہ ان کے کسی بھی معاملہ کو پسند کرو، کیونکہ کہا جاتا ہے: ''جو کسی قوم کے کام کو پسند کرے' خواہ اچھا ہو یا بُرا وہ اسے کرنے والے کی طرح ہے''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنے رضا کے کاموں کی توفیق دے اور ہمیں اور آپ کو اپنی نافرمانی سے بچائے۔

**[١٠٦]** وَأَقِلَّ النَّظَرَ فِي النُّجُومِ إِلَّا مَا تَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ، وَالْهَ عَمَّا سِوَى ذَلِكَ؛ فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الزَّنْدَقَةِ.[١]

اور ستاروں میں کم از سے کم غور کرو سوائے اُس کے جس کے ذریعہ تم صلاۃ کے اوقات معلوم کرنے میں مدد لو اور اس کے علاوہ چیزوں سے بے پروا ہو جاؤ؛ کیونکہ یہ زندیقیت کی دعوت دیتی ہے۔

**[١٠٧]** وَإِيَّاكَ وَالنَّظَرَ فِي الْكَلَامِ، وَالْجُلُوسَ إِلَى أَصْحَابِ الْكَلَامِ[٢]،

---

① جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام ابوداود (٣٩٠٥) اور امام ابن ماجہ نے (٣٧٢٦) روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''سلسلہ صحیحہ'' (٧٩٣) میں صحیح قرار دیا ہے۔

② امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: ''لَا تُجَالِسُوا أَصْحَابَ الْكَلَامِ وَإِنْ ذَبُّوا عَنِ السُّنَّةِ''۔ ==

وَعَلَيْكَ بِالْآثَارِ وَأَهْلِ الْآثَارِ، وَإِيَّاهُمْ فَاسْأَلْ، وَمَعَهُمْ فَاجْلِسْ، وَمِنْهُمْ فَاقْتَبِسْ.

اور کلام میں غور و فکر کرنے اور اہل کلام کے پاس بیٹھنے سے بچو، احادیث و آثار اور احادیث و آثار والوں کو لازم پکڑو، انہی سے پوچھو، انہی کے ساتھ بیٹھو اور انہیں سے علم کشید کرو۔

**[۱۰۸]** وَاعْلَمْ أَنَّهُ مَا عُبِدَ اللَّهُ بِمِثْلِ الْخَوْفِ مِنَ اللَّهِ، وَطَرِيقُ الْخَوْفِ وَالْحُزْنِ وَالشَّفَقَاتِ وَالْحَيَاءِ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

اور جان لو کہ اللہ کی عبادت اللہ کے خوف جیسی کسی اور چیز سے نہیں کی گئی ہے، اور خوف، غم، اندیشے اور حیاء سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں۔

**[۱۰۹]** وَاحْذَرْ أَنْ تَجْلِسَ مَعَ مَنْ يَدْعُو إِلَى الشَّوْقِ وَالْمَحَبَّةِ، وَمَنْ يَخْلُو مَعَ النِّسَاءِ وَطَرِيقِ الْمَذْهَبِ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ كُلَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ.

اور ''شوق ومحبت'' کی دعوت دینے والوں اور عورتوں کے ساتھ خلوت میں رہنے والوں (یعنی صوفیوں) کے ساتھ بیٹھنے سے بچو نیز مذہب تصوف کی راہ سے چوکنا رہو، کیونکہ یہ سب کے سب گمراہ ہیں۔

**[۱۱۰]** وَاعْلَمْ - رَحِمَكَ اللَّهُ - أَنَّ اللَّهَ - تَبَارَكَ وَتَعَالَى - دَعَا الْخَلْقَ كُلَّهُمْ إِلَى عِبَادَتِهِ، وَمَنَّ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى مَنْ شَاءَ بِالْإِسْلَامِ تَفَضُّلًا مِنْهُ.

---

== اہل کلام (عقلانیوں) کے ساتھ نہ بیٹھو اگر چہ وہ سنت کا دفاع بھی کریں۔

اسے امام ابن بطہ نے ''الابانۃ الکبریٰ'' (۴۲۱/۳) اور امام ابن الجوزی نے ''مناقب الامام احمد'' (ص: ۲۱۰) میں روایت کیا ہے۔

اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری مخلوق کو اپنی عبادت کی طرف بلایا ہے، اور اس کے بعد اپنے فضل وکرم سے جسے چاہا اسلام کی نعمت سے نوازا ہے۔

**[۱۱۱]** وَالْكَفُّ عَنْ حَرْبِ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ، وَعَائِشَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمْ، وَلَا تُخَاصِمْ فِيهِمْ، وَكِلْ أَمْرَهُمْ إِلَى اللَّهِ - تَبَارَكَ وَتَعَالَى -؛ فَإِنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ''إِيَّاكُمْ وَذِكْرَ أَصْحَابِي وَأَصْهَارِي وَأَخْتَانِي''. ①

وَقَوْلُهُ: ''إِنَّ اللَّهَ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- نَظَرَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ''. ②

اور علی، معاویہ، عائشہ، طلحہ، اور زبیر رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھیوں کے مابین جنگ کے بارے میں بات کرنے سے گریز کرو، ان کے بارے میں بحث وتکرار نہ کرو، ان کا معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کردو؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''میرے صحابہ، میرے سسرالی رشتہ داروں اور دامادوں کا (برا) ذکر کرنے سے بچو''۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا: تم جو چاہو عمل کرو کیونکہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے''۔

**[۱۱۲]** وَاعْلَمْ -رَحِمَكَ اللَّهُ- أَنَّهُ لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبَةٍ مِنْ

---

① یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے، مگر کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے: سلسلہ ضعیفہ (۳۶۰۱)، وضعیف الجامع (۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷)۔ [البتہ ''الطیوریات'' کے محققین نے اسے طرق اور شواہد کی بنیاد پر صحیح لغیرہ کا متحمل قرار دیا ہے۔ دیکھئے: (۲/ ۴۸۵)۔ (مترجم)]

② اسے امام بخاری (۳۰۰۷) اور امام مسلم (۲۴۹۴) نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نَفْسِهِ①، وَإِنْ كَانَ مَعَ رَجُلٍ مَالٌ حَرَامٌ فَقَدْ ضَمِنَهُ، لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنَّهُ عَسَى أَنْ يَتُوبَ هَذَا فَيُرِيدَ أَنْ يَرُدَّهُ عَلَى أَرْبَابِهِ فَأَخَذْتَ حَرَامًا.

**اور اللہ آپ پر رحم فرمائے! جان لو کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دل کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں، اور اگر کسی آدمی کے پاس حرام مال ہو تو وہ اس کا ضامن ہے کسی کے لئے اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے یہ شخص توبہ کر کے اس کے مالکان کو اُسے لوٹانا چاہے، تو تم حرام مال لو گے۔**

**[۱۱۳]** وَالْمَكَاسِبُ مُطْلَقَةٌ مَا بَانَ لَكَ صِحَّتُهُ؛ فَهُوَ مُطْلَقٌ إِلَّا مَا ظَهَرَ فَسَادُهُ، وَإِنْ كَانَ فَاسِدًا، يَأْخُذُ مِنَ الْفَسَادِ مَسِيكَةَ نَفْسِهِ، لَا تَقُولُ: أَتْرُكُ الْمَكَاسِبَ وَآخُذُ مَا أَعْطُونِي، لَمْ يَفْعَلْ هَذَا الصَّحَابَةُ وَلَا الْعُلَمَاءُ إِلَى زَمَانِنَا هَذَا. وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ''كَسْبٌ فِيهِ بَعْضُ الدَّنِيَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْحَاجَةِ إِلَى النَّاسِ''.②

**اور کمائیاں مطلق ہیں، جب تک آپ کے سامنے اس کا صحیح ہونا واضح ہو مطلق (حلال) ہیں،**

---

① اسے امام احمد (۲۱۰۸۲، ۲۱۰۸۳) نے عمرو بن یثربی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:
'' أَلَا وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ مَالِ أَخِيهِ شَيْءٌ، إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ...''۔
خبردار! کسی آدمی کے لئے اپنے بھائی کے مال میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں، سوائے اس کے دل کی رضامندی سے۔
علامہ البانی نے اسے ''إرواء الغلیل'' (۱۴۵۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

② اسے امام ابن ابی الدنیا نے ''إصلاح المال'' (۲۳۱) اور امام ابن حبان نے ''الثقات'' (۸/ ۲۰۴) میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

سوائے اس کے جس کا فساد ظاہر ہو اور اگر وہ فاسد ہو تو اس فاسد میں سے اپنی جان بچانے کے بقدر لے سکتا ہے، تم یہ نہیں کہو گے کہ میں کمائی کے لئے محنت ومشقت چھوڑ دیتا ہوں، لوگ جو مجھے دیں گے وہ لے لوں گا، کیونکہ ایسا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہے نہ ہمارے دور تک کے علماء کرام نے۔

اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس کمائی میں کچھ حقارت اور پستی ہو وہ بھی لوگوں کے سامنے اظہار محتاجگی کرنے سے بہتر ہے''۔

**[١١٤]** وَالصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ جَائِزَةٌ خَلْفَ مَنْ صَلَّيْتَ خَلْفَهُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَهْمِيًّا؛ فَإِنَّهُ مُعَطِّلٌ، وَإِنْ صَلَّيْتَ خَلْفَهُ فَأَعِدْ صَلَاتَكَ، وَإِنْ كَانَ إِمَامُكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ جَهْمِيًّا -وَهُوَ سُلْطَانٌ- فَصَلِّ خَلْفَهُ، وَأَعِدْ صَلَاتَكَ، وَإِنْ كَانَ إِمَامُكَ مِنَ السُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ صَاحِبَ سُنَّةٍ فَصَلِّ خَلْفَهُ وَلَا تُعِدْ صَلَاتَكَ.

اور پنج وقتہ صلوات تم جس امام کے بھی پیچھے پڑھ لو جائز ہے' اِلایہ کہ وہ جہمی ہو، کیونکہ وہ معطل (صفات الٰہی کا منکر) ہے، اور اگر تم نے جہمی کے پیچھے صلاۃ پڑھ لی ہو تو اُسے دہرا لو، اور اگر تمہارا امام جمعہ کے دن جہمی ہو اور وہ حاکم وقت ہو تو اس کے پیچھے صلاۃ پڑھ لو، البتہ پھر اپنی صلاۃ دہرالو، اور تمہارا امام خواہ حاکم وقت ہو یا کوئی اور اگر صاحب سنت ہو تو اس کے پیچھے صلاۃ پڑھو اور بعد میں نہ دہراؤ۔

**[١١٥]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما فِي حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْها مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَدْ دُفِنَا هُنَاكَ مَعَهُ، فَإِذَا أَتَيْتَ الْقَبْرَ فَالتَّسْلِيمُ عَلَيْهِمَا وَاجِبٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے

حجرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں، انہیں وہاں آپ ﷺ کے ساتھ دفنایا گیا ہے، لہٰذا جب تم قبر کے پاس آؤ تو رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجنے کے بعد ان دونوں پر بھی سلام بھیجنا واجب ہے۔

**[۱۱۶]** وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ①، إِلَّا مَنْ خِفْتَ سَيْفَهُ أَوْ عَصَاهُ.

اور بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے، سوائے اس کے جس کی تلوار یا لاٹھی کا تمہیں خوف ہو۔

**[۱۱۷]** وَالتَّسْلِيمُ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ أَجْمَعِينَ.②

اور اللہ کے تمام (مسلمان) بندوں کو سلام کرو۔

**[۱۱۸]** وَمَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْجُمُعَةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ؛ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ③، وَالْعُذْرُ كَمَرَضٍ لَا طَاقَةَ لَهُ بِالْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ، أَوْ خَوْفٍ مِنْ سُلْطَانٍ ظَالِمٍ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَلَا عُذْرَ لَهُ.

اور جو عذر کے بغیر صلاۃ جمعہ یا مسجد میں صلاۃ باجماعت چھوڑ دے وہ بدعتی ہے، اور

---

① جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۴۹) روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں: "مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ..."۔ جو کوئی برائی دیکھے تو اُسے بدل دے۔۔۔

② جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام مسلم نے (۵۴) روایت کیا ہے۔

③ جیسا کہ ابو الجعد ضمری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام ابوداود (۱۰۵۲) اور نسائی (۱۳۶۹) نے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں: "مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ"۔
جو سستی کرتے ہوئے تین جمعہ چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔
علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح الترغیب والترہیب" (۸۶۵) میں حسن قرار دیا ہے۔

عذر: یہ ہے کہ آدمی اتنا بیمار ہو کہ اسے مسجد جانے کی طاقت نہ ہو، یا ظالم حکمران کا خوف ہو، اس کے علاوہ کوئی چیز عذر نہیں ہے۔

**[۱۱۹]** وَمَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَلَمْ يَقْتَدِ بِهِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ.

اور جو کسی امام کے پیچھے صلاۃ پڑھے مگر اُس کی اقتداء نہ کرے تو اس کی صلاۃ نہیں ہوگی۔

**[۱۲۰]** وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ بِالْيَدِ وَاللِّسَانِ وَالْقَلْبِ بِلَا سَيْفٍ.①

اور بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا تلوار کے بغیر صرف ہاتھ سے، زبان سے اور دل سے ہوگا۔

**[۱۲۱]** وَالْمَسْتُورُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ لَمْ تَظْهَرْ لَهُ رِيبَةٌ.

اور بہتر حال مسلمان وہ ہے جس کے بارے میں کوئی شک وشبہ کی بات ظاہر نہ ہو۔

**[۱۲۲]** وَكُلُّ عِلْمٍ ادَّعَاهُ الْعِبَادُ -مِنْ عِلْمِ الْبَاطِنِ- لَمْ يُوجَدْ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ؛ فَهُوَ بِدْعَةٌ وَضَلَالَةٌ، وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ، وَلَا يَدْعُوَ إِلَيْهِ.

اور ہر وہ علم -علم باطن- جس کا بندے دعویٰ کریں جو کتاب وسنت میں موجود نہ ہو، وہ بدعت وگمراہی ہے، کسی کے لئے اس پر عمل کرنا اور اس کی دعوت دینا مناسب نہیں۔

**[۱۲۳]** وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِرَجُلٍ؛ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ، يُعَاقَبَانِ إِنْ نَالَ مِنْهَا شَيْئًا، إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ وَصَدَاقٍ.

اور جو عورت خود اپنے آپ کو کسی مرد کو ہبہ کردے وہ اُس کے لئے حلال نہیں ہوگی، اگر وہ مرد اس کے ساتھ کچھ کرلے تو دونوں کو سزا دی جائے گی، سوائے اس کے کہ ولی، دو عادل

---

① ص: (۸۸) کا حاشیہ: (۱) ملاحظہ فرمائیں۔

گواہ اور مہر کے ساتھ نکاح کیا جائے۔

**[١٢٤]** وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَطْعَنُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ قَوْلِ سُوءٍ وَهَوًى؛ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ''إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا''[١]، قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يَكُونُ مِنْهُمْ مِنَ الزَّلَلِ بَعْدَ مَوْتِهِ، فَلَمْ يَقُلْ فِيهِمْ إِلَّا خَيْرًا، وَقَوْلُهُ: ''ذَرُوا أَصْحَابِي، لَا تَقُولُوا فِيهِمْ إِلَّا خَيْرًا''[٢]، وَلَا تُحَدِّثْ بِشَيْءٍ مِنْ زَلَلِهِمْ وَلَا حَرْبِهِمْ، وَلَا مَا غَابَ عَنْكَ عِلْمُهُ، وَلَا تَسْمَعْهُ مِنْ أَحَدٍ يُحَدِّثُ بِهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْلَمُ لَكَ قَلْبُكَ إِنْ سَمِعْتَ.

اور جب تم کسی شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی پر طعنہ زنی کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ وہ بدگوئی کرنے والا اور نفس پرست ہے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخوبی معلوم تھا کہ آپ کی وفات کے بعد اُن سے لغزشیں ہو سکتی ہیں' اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہ کہا۔

---

[١] اسے امام طبرانی نے معجم کبیر (١٤٢٧) میں ثوبان رضی اللہ عنہ اور (١٠٤٤٨) میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

''إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي فَأَمْسِكُوا، وَإِذَا ذُكِرَتِ النُّجُومُ فَأَمْسِكُوا، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوا''۔

جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو، جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو اور جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''سلسلہ صحیحہ'' (٣٤) میں صحیح قرار دیا ہے۔

[٢] اسے امام احمد نے (١٣٨١٢) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''سلسلہ صحیحہ'' (١٩٢٣) اور ''صحیح الجامع'' (٣٣٨٦) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”میرے صحابہ کو چھوڑ دو، ان کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہ کہو“۔

اور ان سے سرزد ہونے والی لغزشوں، ان کے مابین ہونے والی جنگوں اور جو چیزیں تمہارے علم سے ہی اوجھل ہیں، اُس کے بارے میں کوئی بات نہ کرو، نہ ہی اسے بیان کرنے والے کی بات سنو، کیونکہ اگر تم سنو گے تو تمہارا دل سلامت نہیں رہے گا۔

**[١٢٥]** وَإِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَطْعَنُ عَلَى الْآثَارِ، أَوْ يَرُدُّ الْآثَارَ، أَوْ يُرِيدُ غَيْرَ الْآثَارِ، فَاتَّهِمْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَلَا تَشُكَّ أَنَّهُ صَاحِبُ هَوًى مُبْتَدِعٌ.

اور جب تم کسی شخص کو سنو کہ وہ احادیث و آثار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعنہ زنی کر رہا ہے، یا احادیث کا انکار کر رہا ہے، یا احادیث کے علاوہ کچھ اور چاہتا ہے تو اس کے اسلام کو متہم کرو، اور اس کے نفس پرست بدعتی ہونے میں شک نہ کرو۔

**[١٢٦]** وَاعْلَمْ أَنَّ جَوْرَ السُّلْطَانِ لَا يُنْقِصُ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ جل جلاله الَّتِي افْتَرَضَهَا عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، جَوْرُهُ عَلَى نَفْسِهِ، وَتَطَوُّعُكَ وَبِرُّكَ مَعَهُ تَامٌّ لَكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ؛ يَعْنِي: الْجَمَاعَةَ وَالْجُمُعَةَ مَعَهُمْ، وَالْجِهَادَ مَعَهُمْ، وَكُلَّ شَيْءٍ مِنَ الطَّاعَاتِ فَشَارِكْ فِيهِ فَلَكَ نِيَّتُكَ.

اور جان لو کہ حکمران کا ظلم اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو کم نہیں کرے گا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرض کیا ہے، بلکہ اس کا ظلم اُس کی ذات پر ہوگا اور تمہیں اس کی فرمانبرداری اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا ان شاء اللہ پورا اجر ملے گا؛ یعنی تم ان کے ساتھ جمعہ اور صلاۃ باجماعت ادا کرنے، جہاد کرنے نیز تمام نیک کاموں میں ان کے ساتھ شریک رہو، تمہیں اپنی نیت کا ثواب ملے گا۔

**[١٢٧]** وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَدْعُو عَلَى السُّلْطَانِ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ هَوًى، وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَدْعُو لِلسُّلْطَانِ بِالصَّلَاحِ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ؛ لِقَوْلِ فُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللهُ: ''لَوْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ مَا جَعَلْتُهَا إِلَّا فِي السُّلْطَانِ''.

أَنَا أَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ؛ قَالَ: نَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّبَرِيُّ، نَا مَرْدُوَيْهِ الصَّائِغُ؛ قَالَ: سَمِعْتُ فُضَيْلًا يَقُولُ: ''لَوْ أَنَّ لِي دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً مَا جَعَلْتُهَا إِلَّا فِي السُّلْطَانِ''.

قِيلَ لَهُ: يَا أَبَا عَلِيٍّ! فَسِّرْ لَنَا هَذَا؛ قَالَ: ''إِذَا جَعَلْتُهَا فِي نَفْسِي لَمْ تَعْدُنِي، وَإِذَا جَعَلْتُهَا فِي السُّلْطَانِ صَلَحَ؛ فَصَلَحَ بِصَلَاحِهِ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ''.[١]

فَأُمِرْنَا أَنْ نَدْعُوَ لَهُمْ بِالصَّلَاحِ، وَلَمْ نُؤْمَرْ أَنْ نَدْعُوَ عَلَيْهِمْ وَإِنْ ظَلَمُوا وَإِنْ جَارُوا؛ لِأَنَّ ظُلْمَهُمْ وَجَوْرَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ، وَصَلَاحُهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ.

اور جب تم کسی شخص کو حاکم پر بد دعا کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ وہ نفس پرست بدعتی ہے، اور جب کسی کو حاکم کی بھلائی کے لئے دعا کرتے ہوئے دیکھو تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ سنت پرست ہے؛ کیونکہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

اگر میرے پاس کوئی مقبول دعا ہوتی تو میں اُسے حاکم ہی کے لئے کرتا۔

---

① اسے امام ابونعیم نے ''حلیة الأولیاء'' (٩١/٨) میں اور امام ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' (٤٤٧/٤٨) میں مردویہ الصائغ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

چنانچہ ہم سے احمد بن کامل نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حسین بن محمد طبری نے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مردویہ صائغ نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل رحمہ اللہ کو فرماتے ہیں ہوئے سنا:

”اگر میرے پاس کوئی مقبول دعا ہوتی تو میں اُسے حاکم ہی کے لئے کرتا“۔

اُن سے کہا گیا: اے ابو علی! ذرا ہمیں اس کی وضاحت کر دیجئے؛ تو انہوں نے فرمایا:

”اگر میں وہ دعا صرف اپنی ذات کے لئے خاص کروں گا تو وہ مجھ سے آگے نہیں جائے گی اور اگر حاکم کے لئے کروں گا تو اُس کی اصلاح ہوگی اور اس کے ذریعہ بندوں اور ملکوں کی بھی اصلاح ہوگی۔

چنانچہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اُن کی بھلائی کے لئے دعا کریں، ہمیں ان پر بددعا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، اگرچہ وہ ہم پر ظلم وزیادتی بھی کریں؛ کیونکہ ان کے ظلم وجور کا وبال اُن کی ذات پر ہوگا اور ان کی نیکی وبھلائی اُن کی اپنی ذات اور تمام مسلمانوں کے لئے ہوگی۔

**[۱۲۸]** وَلَا تَذْكُرْ أَحَدًا مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا بِخَيْرٍ.

اور امہات المؤمنین میں سے کسی کا بھی ذکر صرف بھلائی کے ساتھ کرو۔

**[۱۲۹]** وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْفَرَائِضَ فِي جَمَاعَةٍ مَعَ السُّلْطَانِ وَغَيْرِهِ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَتَهَاوَنُ بِالْفَرَائِضِ فِي جَمَاعَةٍ وَإِنْ كَانَ مَعَ السُّلْطَانِ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ هَوًى.

اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ حاکم کے ساتھ یا حاکم کے علاوہ کے ساتھ باجماعت فرض صلوات کی پابندی کر رہا ہے تو جان لو کہ ان شاء اللہ وہ صاحب سنت ہے، جب کسی شخص کو دیکھو

کہ وہ فرض صلوات باجماعت ادا کرنے میں کوتاہی کر رہا ہے اگر چہ حاکم کے ساتھ ہی ہو، تو جان لو کہ وہ بدعتی ہے۔

**[۱۳۰]** وَالْحَلَالُ مَا شَهِدْتَ عَلَيْهِ وَحَلَفْتَ عَلَيْهِ أَنَّهُ حَلَالٌ؛ وَكَذَلِكَ الْحَرَامُ، وَمَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ؛ فَهُوَ شُبْهَةٌ.①

اور حلال وہ ہے جس کی تم گواہی دو اور قسم کھاؤ کہ وہ حلال ہے؛ اسی طرح حرام کا معاملہ بھی ہے، اور جو تمہارے سینے میں کھٹکے وہ شبہہ والی چیز ہے۔

**[۱۳۱]** وَالْمَسْتُورُ مَنْ بَانَ سِتْرُهُ، وَالْمَهْتُوكُ مَنْ بَانَ هَتْكُهُ.

اور عادل و معتبر وہ ہے جس کا معتبر ہونا واضح ہو، اور غیر معتبر وہ ہے جس کا غیر معتبر ہونا ظاہر ہو۔

**[۱۳۲]** وَإِنْ سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: فُلَانٌ مُشَبِّهٌ وَفُلَانٌ يَتَكَلَّمُ فِي التَّشْبِيهِ؛ فَاتَّهِمْهُ وَاعْلَمْ أَنَّهُ جَهْمِيٌّ، وَإِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: فُلَانٌ نَاصِبِيٌّ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ رَافِضِيٌّ، وَإِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: تَكَلَّمْ بِالتَّوْحِيدِ، وَاشْرَحْ لِي التَّوْحِيدَ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ خَارِجِيٌّ مُعْتَزِلِيٌّ②، أَوْ يَقُولُ: فُلَانٌ مُجْبِرٌ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِالْإِجْبَارِ، أَوْ يَتَكَلَّمُ بِالْعَدْلِ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ قَدَرِيٌّ؛ لِأَنَّ هَذِهِ الْأَسْمَاءَ مُحْدَثَةٌ، أَحْدَثَهَا أَهْلُ

---

① جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام بخاری (۵۲) اور امام مسلم نے (۱۵۹۹) روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

''إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ''۔ (بیشک حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے)

② یہاں توحید سے مراد: معتزلہ کی توحید ہے۔ کیونکہ معتزلہ کے پانچ اصول ہیں ان میں توحید بھی ہے، اس سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی مراد لیتے ہیں۔ دیکھئے: مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۱۳/۳۸۷)، و درء تعارض العقل والنقل (۱/۲۲۴)۔

الْأَهْوَاءِ.

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: ''لَا تَأْخُذُوا عَنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ فِي الرَّفْضِ شَيْئًا، وَلَا عَنْ أَهْلِ الشَّامِ فِي السَّيْفِ شَيْئًا، وَلَا عَنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فِي الْقَدَرِ شَيْئًا، وَلَا عَنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ فِي الْإِرْجَاءِ شَيْئًا، وَلَا عَنْ أَهْلِ مَكَّةَ فِي الصَّرْفِ، وَلَا عَنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي الْغِنَاءِ، لَا تَأْخُذُوا عَنْهُمْ فِي هَذِهِ الْأَشْيَاءِ شَيْئًا''.①

اور جب تم کسی شخص کو کہتے ہوئے سنو: کہ فلاں تشبیہ دینے والا ہے اور فلاں تشبیہ کے بارے میں بات کرتا ہے تو اُسے عقیدہ میں متہم کرو اور جان لو کہ وہ جہمی ہے، اور جب کسی شخص کو کہتے ہوئے سنو: کہ فلاں ناصبی ہے؛ تو جان لو کہ وہ رافضی ہے، اور جب تم کسی کو کہتے ہوئے سنو کہ: توحید کی بات کرو اور مجھے توحید کی وضاحت کرو؛ تو جان لو کہ وہ خارجی معتزلی ہے، یا کوئی کہے کہ: فلاں جبری عقیدہ کا ہے یا جبر کی بات کرتا ہے، یا عدل کی بات کرتا ہے تو جان لو کہ وہ قدری (تقدیر کا منکر) ہے؛ کیونکہ یہ تمام نام نو ایجاد ہیں جنہیں بدعتیوں نے ایجاد کیا ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کوفہ والوں سے رافضیت کے بارے میں کوئی بات نہ لو، شام والوں سے تلوار کے بارے میں کوئی بات نہ لو، بصرہ والوں سے انکارِ تقدیر کے بارے میں کوئی بات نہ لو، خراسان والوں سے ارجاء کے بارے میں کوئی بات نہ لو، مکہ والوں سے صَرف (سونے چاندی کی خرید و فروخت) کے بارے میں کوئی بات نہ لو، اور مدینہ والوں سے گانے کے بارے میں کوئی بات نہ لو، ان چیزوں کے بارے میں ان لوگوں سے کوئی چیز نہ لو۔

**[۱۳۳]** وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَأُسَيْدَ بْنَ

---

① دیکھئے: طبقات الحنابلہ، از امام ابویعلیٰ (۲/ ۳۷)۔

حُضَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَيُّوبَ، وَابْنَ عَوْنٍ، وَيُونُسَ بْنَ عُبَيْدٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيَّ، وَالشَّعْبِيَّ، وَمَالِكَ بْنَ مِغْوَلٍ، وَيَزِيدَ بْنَ زُرَيْعٍ، وَمُعَاذَ بْنَ مُعَاذٍ، وَوَهْبَ بْنَ جَرِيرٍ، وَحَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ، وَحَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَالِكَ بْنَ أَنَسٍ، وَالْأَوْزَاعِيَّ، وَزَائِدَةَ بْنَ قُدَامَةَ؛ فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ، وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحِبُّ الْحَجَّاجَ بْنَ الْمِنْهَالِ، وَأَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، وَأَحْمَدَ بْنَ نَصْرٍ رَحِمَهُمُ اللَّهُ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ صَاحِبُ سُنَّةٍ -إِنْ شَاءَ اللَّهُ- إِذَا ذَكَرَهُمْ بِخَيْرٍ، وَقَالَ بِقَوْلِهِمْ.

اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ ابو ہریرہ، انس بن مالک اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ صاحب سنت ہے۔ اور جب کسی کو دیکھو کہ وہ ایوب، ابن عون، یونس بن عبید، عبد اللہ بن ادریس اودی، شعبی، مالک بن مغول، یزید بن زریع، معاذ بن معاذ، وہب بن جریر، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، مالک بن انس، اوزاعی اور زائدہ بن قدامہ رحمہم اللہ سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ صاحب سنت ہے۔ اور جب کسی کو دیکھو کہ وہ حجاج بن منہال، احمد بن حنبل اور احمد بن نصر رحمہم اللہ سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ ان شاء اللہ صاحب سنت ہے، جب وہ ان کا ذکر خیر کرے اور انہی کے قول کا قائل ہو۔

**[١٣٤]** وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ جَالِسٌ مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ، فَحَذِّرْهُ وَعَرِّفْهُ، فَإِنْ جَلَسَ مَعَهُ بَعْدَمَا عَلِمَ فَاتَّقِهِ؛ فَإِنَّهُ صَاحِبُ هَوًى.

اور جب تم کسی شخص کو نفس پرستوں (بدعتیوں) میں سے کسی کی صحبت میں بیٹھتے ہوئے دیکھو تو اُسے اس سے ڈراؤ اور اس کے بارے میں بتلاؤ، اور اگر وہ جاننے کے بعد بھی اس کے ساتھ بیٹھے تو اس سے دور رہو کیونکہ وہ نفس پرست ہے۔

**[١٣٥]** وَإِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ تَأْتِيهِ بِالْأَثَرِ فَلَا يُرِيدُهُ، وَيُرِيدُ الْقُرْآنَ؛ فَلَا تَشُكَّ أَنَّهُ رَجُلٌ قَدِ احْتَوَى عَلَى الزَّنْدَقَةِ، فَقُمْ مِنْ عِنْدِهِ[١] وَدَعْهُ.

**اور جب تم کسی شخص کو حدیث پیش کرو اور سنو کہ وہ اُسے نہیں چاہتا ہے بلکہ قرآن چاہتا ہے؛ تو اس میں شک نہ کرو کہ اس میں زندیقیت بھری ہوئی ہے، لہٰذا اس کے پاس سے اٹھ جاؤ اور اسے چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاؤ۔**

**[١٣٦]** وَاعْلَمْ أَنَّ الْأَهْوَاءَ كُلَّهَا رَدِيئَةٌ، تَدْعُو كُلُّهَا إِلَى السَّيْفِ، وَأَرْدَأُهَا وَأَكْفَرُهَا الرَّوَافِضُ وَالْمُعْتَزِلَةُ وَالْجَهْمِيَّةُ؛ فَإِنَّهُمْ يُرِيدُونَ النَّاسَ عَلَى التَّعْطِيلِ وَالزَّنْدَقَةِ.

**اور جان لو کہ تمام نفسانی خواہشات (بدعات) گھٹیا ہیں، سب تلوار (خونریزی) کی دعوت دیتی ہیں، اور ان میں سب سے گئے گزرے اور بدترین کافر روافض، معتزلہ اور جہمیہ ہیں، کیونکہ وہ لوگوں کو تعطیل (انکار صفات) اور زندیقیت کی گمراہی پر دیکھنا چاہتے ہیں۔**

**[١٣٧]** وَاعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ تَنَاوَلَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ

---

[١] جیسا کہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے امام دارمی (٥٨٧) اور امام ترمذی نے (٢٦٦٤) روایت کیا ہے، الفاظ یہ ہیں:

”لَيُوشِكُ الرَّجُلُ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يُحَدَّثُ بِحَدِيثِي فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، مَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ، أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ فَهُوَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ“۔

قریب ہے کہ آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہوگا، اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو کہے گا: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے، ہم نے اس میں جو حلال پایا اُسے حلال سمجھا اور جو حرام پایا اُسے حرام سمجھا، خبردار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ حرام کیا ہے وہ بالکل ویسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”مشکاۃ المصابیح“ (١٦٣) میں صحیح قرار دیا ہے۔

إِنَّمَا أَرَادَ مُحَمَّدا ﷺ، وَقَدْ آذَاهُ فِي قَبْرِهِ.

**اور جان لو کہ جو شخص محمد ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کی توہین وتنقیص کرتا ہے دراصل اس کا مقصد خود محمد ﷺ ہیں اور وہ آپ ﷺ کو قبر میں تکلیف پہنچا رہا ہے۔**

**[١٣٨]** وَإِذَا ظَهَرَ لَكَ مِنْ إِنْسَانٍ شَيْءٌ مِنَ الْبِدَعِ؛ فَاحْذَرْهُ، فَإِنَّ الَّذِي أَخْفَى عَنْكَ أَكْثَرُ مِمَّا أَظْهَرَ.

**اور جب تمہارے سامنے کسی انسان کی جانب سے کوئی بدعت ظاہر ہو؛ تو اس سے چوکنا ہو جاؤ، کیونکہ جو کچھ اس نے تم سے پوشیدہ رکھا ہے وہ اُس سے کہیں زیادہ ہے جو اس نے ظاہر کیا ہے۔**

**[١٣٩]** وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ رَدِيءَ الطَّرِيقِ وَالْمَذْهَبِ، فَاسِقًا فَاجِرًا، صَاحِبَ مَعَاصٍ ضَالًّا وَهُوَ عَلَى السُّنَّةِ؛ فَاصْحَبْهُ، وَاجْلِسْ مَعَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ تَضُرُّكَ مَعْصِيَتُهُ، وَإِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ مُجْتَهِدًا - وَإِنْ بَدَا مُتَقَشِّفًا مُحْتَرِقًا بِالْعِبَادَةِ - صَاحِبَ هَوًى؛ فَلَا تُجَالِسْهُ، وَلَا تَقْعُدْ مَعَهُ، وَلَا تَسْمَعْ كَلَامَهُ، وَلَا تَمْشِ مَعَهُ فِي طَرِيقٍ، فَإِنِّي لَا آمَنُ أَنْ تَسْتَحْلِيَ طَرِيقَتَهُ؛ فَتَهْلِكَ مَعَهُ.

وَرَأَى يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ ابْنَهُ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ صَاحِبِ هَوًى، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: مِنْ عِنْدِ فُلَانٍ، قَالَ: يَا بُنَيَّ، لَأَنْ أَرَاكَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِ خُنْثَى أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَرَاكَ تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِ فُلَانٍ[١]؛ وَلَأَنْ تَلْقَى اللَّهَ

① اس سے قریب قریب الفاظ میں امام لالکائی نے ''شرح أصول اعتقاد أہل السنۃ'' (١٣٧٨) میں، امام خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' (١٧٢/١٢) میں، امام بغوی نے ''الجعدیات'' (١٣٣٠) میں اور امام ابونعیم نے ==

يَا بُنَيَّ زَانِيًا سَارِقًا فَاسِقًا خَائِنًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَلْقَاهُ بِقَوْلِ فُلَانٍ وَفُلَانٍ.

أَلَا تَرَى أَنَّ يُونُسَ بْنَ عُبَيْدٍ عَلِمَ أَنَّ الْخُنْثَى لَا يُضِلُّ ابْنَهُ عَنْ دِينِهِ، وَأَنَّ صَاحِبَ الْبِدْعَةِ يُضِلُّهُ حَتَّى يُكَفِّرَهُ؟!

اور جب تم اہل سنت میں سے کسی شخص کو دیکھو جو برے راستے اور مذہب والا، فاسق و بدعمل اور گنہ گار ہو مگر سنت پر گامزن ہو؛ تو اس کی صحبت اختیار کرو اور اس کے ساتھ بیٹھو، کیونکہ اس کا گناہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا، اور جب تم کسی شخص کو جفاکش دیکھو- اگرچہ وہ خستہ حال، عبادت میں سرگرداں نظر آتا ہو- جو بدعتی ہو تو اس کی ہم نشینی سے دور رہو، اس کے ساتھ نہ بیٹھو، اس کی بات نہ سنو، اس کے ساتھ کسی راستے میں نہ چلو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تمہیں اس کا راستہ پسند آجائے تو اس کے ساتھ تم بھی ہلاک ہو جاؤ۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو ایک بدعتی (معتزلہ کے سرغنہ عمرو بن عبید) کے یہاں سے نکلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: بیٹے! کہاں سے آرہے ہو؟ کہا: فلاں کے پاس سے، فرمایا: میرے بیٹے! میں تمہیں کسی مخنث کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمہیں فلاں (بدعتی) کے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھوں؛ اور بیٹے تم اللہ سے زناکار، چور، بدعمل اور خائن ہو کر ملاقات کرو مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تم فلاں فلاں (بدعتی) کے عقیدہ کے ساتھ ملاقات کرو۔

کیا تم غور نہیں کرتے کہ یونس بن عبید رحمہ اللہ نے جان لیا کہ مخنث اُن کے بیٹے کو دین سے گمراہ نہیں کر سکے گا جبکہ بدعتی آدمی گمراہ کر دے گا یہاں تک کہ اُسے کافر بنا دے گا؟!

== ''حلیۃ الأولیاء'' (۲۱/۳) میں شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ کے داماد خویل کے طریق سے روایت کیا ہے۔

**[١٤٠]** وَاحْذَرْ ثُمَّ احْذَرْ أَهْلَ زَمَانِكَ خَاصَّةً، وَانْظُرْ مَنْ تُجَالِسُ، وَمِمَّنْ تَسْمَعُ، وَمَنْ تَصْحَبُ، فَإِنَّ الْخَلْقَ كَأَنَّهُمْ فِي رِدَّةٍ؛ إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللَّهُ مِنْهُمْ!

**اور خبر دار! خبر دار! اپنے دور کے لوگوں سے بالخصوص چوکنا رہو، دیکھو کہ تم کس کی ہم نشینی اختیار کرتے ہو، کس کی باتیں سنتے ہو اور کس کی صحبت میں رہتے ہو، کیونکہ ایسا لگتا ہے گویا لوگ ارتداد کی راہ پر چل پڑے ہوں؛ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے؟!**

**[١٤١]** وَانْظُرْ إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَذْكُرُ ابْنَ أَبِي دُؤَادٍ ①، وَبِشْرًا الْمَرِيسِيَّ ②، وَثُمَامَةَ ③، أَوْ أَبَا الْهُذَيْلِ ④، أَوْ هِشَامًا الْفُوْطِيَّ ⑤، أَوْ أَحَدًا مِنْ أَتْبَاعِهِمْ وَأَشْيَاعِهِمْ؛ فَاحْذَرْهُ فَإِنَّهُ صَاحِبُ بِدْعَةٍ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ كَانُوا عَلَى الرِّدَّةِ، وَاتْرُكْ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي ذَكَرَهُمْ بِخَيْرٍ، وَمَنْ ذَكَرَ مِنْهُمْ بِمَنْزِلَتِهِمْ.

**اور دھیان رکھو! جب تم کسی شخص کو ابن ابو دؤاد، بشر مریسی، ثمامہ، یا ابو ہذیل، یا ہشام فوطی**

---

① [یہ احمد بن فرج جہمی ہے، قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے عقیدہ کا داعی تھا، امام احمد اور دیگر علماء سنت کی ایذا رسانی میں پیش پیش رہا، سنہ (٢٤٠ھ) میں ہلاک ہوا۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء، ١١/ ١٦٩، وتاریخ بغداد، نمبر: ٢٠٩٥)۔ (مترجم)]

② [یہ بشر بن غیاث مریسی ہے جو اپنے زمانے میں جہمیہ کا سرغنہ اور عالم تھا، اہل علم نے اس سے نفرت کی، کئی لوگوں نے کافر بھی قرار دیا، سنہ (٢١٨ھ) میں ہلاک ہوا۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء، ١٠/ ٥٤٢)۔ (مترجم)]

③ [یہ ثمامہ بن اشرس نمیری بصری ہے، جو قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے قائلین معتزلہ کے سرغنوں میں سے تھا، سنہ (٢١٣ھ) میں ہلاک ہوا۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء، ١٠/ ٢٠٣، ولسان المیزان، ٢/ ٨٣، نمبر: ٣٣٧)۔ (مترجم)]

④ [یہ محمد بن الہذیل العلاف البصری ہے، اپنے زمانے میں بدعتیوں کا سرغنہ اور ان کا داعی تھا، سنہ (٢٢٧ھ) میں ہلاک ہوا۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء، ١٠/ ٥٤٢)۔ (مترجم)]

⑤ [یہ ہشام بن عمرو فوطی (فاء پر پیش اور واو پر سکون کے ساتھ) ہے ابو الہذیل بصری کے ساتھیوں میں سے، جو اعتزال کا داعی تھا۔ (دیکھئے: لسان المیزان از امام ابن حجر، ٦/ ١٩٥، نمبر: ٦٩٧، نیز دیکھئے: الفہرست از ابن الندیم، ص: ٢١٤، والفصل والنحل از امام ابن حزم، ٥/ ٦٢)۔ (مترجم)]

یا ان کے پیروکاروں اور ان جیسوں میں سے کسی کا ذکر کرتے ہوئے سنو؛ تو اس سے چوکنا ہو جاؤ، کیونکہ وہ بدعتی ہے، اس لئے کہ یہ تمام لوگ ارتداد کی راہ پر تھے، اور اس شخص کو بھی چھوڑ دو جو ان کا ذکر خیر کرے' ان کا ذکر کرنے والا بھی انہی کے درجہ میں ہے۔

**[١٤٢]** وَالْمِحْنَةُ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةٌ، وَأَمَّا الْيَوْمَ فَيُمْتَحَنُ بِالسُّنَّةِ؛ لِقَوْلِهِ: ''إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ، فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ''(١)، ''وَلَا تَقْبَلُوا الْحَدِيثَ إِلَّا مِمَّنْ تَقْبَلُونَ شَهَادَتَهُ''(٢)، فَتَنْظُرُ، فَإِنْ كَانَ صَاحِبَ سُنَّةٍ لَهُ مَعْرِفَةٌ، صَدُوقٌ؛ كَتَبْتَ عَنْهُ، وَإِلَّا تَرَكْتَهُ.

اسلام میں امتحان لینا (آزمانا) بدعت ہے، مگر آج سنت کے ذریعہ آزمایا جائے گا، کیونکہ (امام ابن سیرین رحمہ اللہ) کا قول ہے:

''یقیناً یہ علم دین ہے، لہٰذا غور کرلو کہ تم اپنا دین کس سے لے رہے ہو''۔

اور ''اسی شخص کی حدیث قبول کرو جس کی گواہی قبول کرتے ہو''۔

اس لئے دیکھ لیا کرو اگر وہ صاحب سنت ہو' اس کے پاس سنت کی معرفت بھی ہو اور وہ

---

(١) اسے امام مسلم نے مقدمہ (١/ ١٤) میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے قول سے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے مشکاۃ (٢٧٣) میں صحیح قرار دیا ہے۔ نیز امام خطیب بغدادی نے اسے ''الکفایۃ'' (٤٦٢) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے قول سے [اسی طرح سجزی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے] روایت کیا ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الجامع (٢٠٢٣) میں اسے ''ضعیف جداً'' قرار دیا ہے۔

(٢) اسے امام خطیب بغدادی نے ''الکفایۃ فی علم الروایۃ'' (ص: ٩٥) اور امام رامہرمزی نے ''المحدث الفاصل'' (ص: ٤١١) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''سلسلہ ضعیفہ'' (٣٠٩٠) میں باطل [اور ضعیف الجامع (٦١٨٠) میں ''موضوع''] کہا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

''لَا تَأْخُذُوا الْحَدِيثَ إِلَّا مِمَّنْ تُجِيزُونَ شَهَادَتَهُ''۔

تم اسی شخص سے حدیث لو جس کی گواہی جائز سمجھتے ہو۔

راست باز ہو؛ تو اس سے حدیثیں لکھو ورنہ اُسے چھوڑ دو۔

**[١٤٣]** وَإِذَا أَرَدْتَ الِاسْتِقَامَةَ عَلَى الْحَقِّ وَطَرِيقِ أَهْلِ السُّنَّةِ قَبْلَكَ؛ فَاحْذَرِ الْكَلَامَ، وَأَصْحَابَ الْكَلَامِ، وَالْجِدَالَ وَالْمِرَاءَ وَالْقِيَاسَ وَالْمُنَاظَرَةَ فِي الدِّينِ، فَإِنَّ اسْتِمَاعَكَ مِنْهُمْ -وَإِنْ لَمْ تَقْبَلْ مِنْهُمْ- يَقْدَحُ الشَّكَّ فِي الْقَلْبِ، وَكَفَى بِهِ قَبُولًا؛ فَتَهْلِكَ، وَمَا كَانَتْ زِنْدِقَةٌ قَطُّ، وَلَا بِدْعَةٌ، وَلَا هَوًى، وَلَا ضَلَالَةٌ إِلَّا مِنَ الْكَلَامِ وَالْجِدَالِ وَالْمِرَاءِ وَالْقِيَاسِ، وَهِيَ أَبْوَابُ الْبِدْعَةِ وَالشُّكُوكِ وَالزَّنْدَقَةِ.

اور اگر تمہیں حق اور اپنے سے پیشتر اہل سنت کی راہ پر استقامت کی چاہت ہو تو کلام، اہل کلام اور دین کی بابت بے جا بحث و مباحثہ، جھگڑا تکرار، قیاس اور مناظرہ کرنے والوں سے بچ کر رہو، کیونکہ تمہارا ایسے لوگوں سے سننا۔ خواہ تم ان کی بات قبول بھی نہ کرو۔ دل میں شک پیدا کرتا ہے، اور قبول کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے، اور کبھی کوئی زندیقیت، بدعت، نفس پرستی اور گمراہی نہ تھی؛ یہ محض کلام، جدال، بے جا بحث و تکرار اور قیاس کے سبب پیدا ہوئیں، اور یہی بدعت، شکوک وشبہات اور زندیقیت کے دروازے ہیں۔

**[١٤٤]** فَاللَّهَ اللَّهَ فِي نَفْسِكَ، وَعَلَيْكَ بِالْأَثَرِ وَأَصْحَابِ الْأَثَرِ وَالتَّقْلِيدِ، فَإِنَّ الدِّينَ إِنَّمَا هُوَ بِالتَّقْلِيدِ؛ يَعْنِي: لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، وَمَنْ قَبْلَنَا لَمْ يَدَعُونَا فِي لَبْسٍ فَقَلِّدْهُمْ وَاسْتَرِحْ[١]، وَلَا تُجَاوِزِ الْأَثَرَ وَأَهْلَ

---

[١] [رسالہ کا ص: (٦٧) حاشیہ (١) ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں مولف کی عبارت سے واضح ہے کہ تقلید کا لفظ محض تعبیر ہے ورنہ مقصود اتباع ہے، کیونکہ مولف نے کہا ہے: یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی تقلید! ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور آپ کے صحابہ کا راستہ ہی منہج سلف ہے، جس کی کتاب وسنت میں جا بجا تاکید و تلقین کی گئی ہے۔ (مترجم)]

الْأَثَرِ، وَقِفْ عِنْدَ الْمُتَشَابِهِ، وَلَا تَقِسْ شَيْئًا، وَلَا تَطْلُبْ مِنْ عِنْدِكَ حِيلَةً تَرُدُّ بِهَا عَلَى أَهْلِ الْبِدَعِ، فَإِنَّكَ أُمِرْتَ بِالسُّكُوتِ عَنْهُمْ، وَلَا تُمَكِّنْهُمْ مِنْ نَفْسِكَ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ -فِي فَضْلِهِ- لَمْ يُجِبْ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ فِي مَسْأَلَةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَا سَمِعَ مِنْهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ ﷻ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: ''أَخَافُ أَنْ يُحَرِّفَهَا فَيَقَعَ فِي قَلْبِي شَيْءٌ''. ①

لہٰذا اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اثر، اہل اثر اور تقلید کو لازم پکڑو، کیونکہ دین دراصل تقلید کا نام ہے؛ یعنی نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید (اتباع) کا، جو لوگ ہم سے پہلے تھے انہوں نے ہمیں شک وشبہہ میں نہیں چھوڑا ہے، لہٰذا ان کی تقلید (اتباع) کرو اور راحت میں رہو، اثر اور اہل اثر کے آگے نہ بڑھو، متشابہ کے پاس رک جاؤ کوئی چیز قیاس نہ کرو، اور اپنی جانب سے حیلہ تلاش کر کے بدعتیوں کی تردید نہ کرو، کیونکہ تمہیں ان سے خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے، انہیں اپنے اوپر قابو نہ دو، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی فضیلت میں مذکور ہے کہ انہوں نے ایک مسئلہ میں بھی کسی بدعتی کی بات نہیں سنی، نہ اُس سے کتاب اللہ کی کوئی آیت سنی! اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا، تو فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اُس آیت میں تحریف کر دے اور اس میں سے کوئی چیز میرے دل میں بیٹھ جائے!

**[١٤٥]** وَإِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: إِنَّا نَحْنُ نُعَظِّمُ اللَّهَ -إِذَا سَمِعَ آثَارَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ- فَاعْلَمْ أَنَّهُ جَهْمِيٌّ، يُرِيدُ أَنْ يَرُدَّ أَثَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَيَدْفَعَ

① اسے امام دارمی (٣٩٧)، امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (٢٤٢) اور امام ابن بطہ نے ''الابانۃ'' (٣٧٧) میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ آثَارَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُعَظِّمُ اللَّهَ وَيُنَزِّهُهُ، إِذَا سَمِعَ حَدِيثَ الرُّؤْيَةِ وَحَدِيثَ النُّزُولِ وَغَيْرَهُ، أَفَلَيْسَ يَرُدُّ أَثَرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟

وَإِذَا قَالَ: إِنَّا نُعَظِّمُ اللَّهَ أَنْ يَزُولَ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى مَوْضِعٍ؛ فَقَدْ زَعَمَ أَنَّهُ أَعْلَمُ بِاللَّهِ مِنْ غَيْرِهِ، فَاحْذَرْ هَؤُلَاءِ، فَإِنَّ جُمْهُورَ النَّاسِ مِنَ السُّوقَةِ وَغَيْرِهِمْ عَلَى هَذَا الْحَالِ، وَحَذِّرِ النَّاسَ مِنْهُمْ.

اور جب تم کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں سن کر یہ کہتے ہوئے سنو کہ: یقیناً ہم اللہ کی تعظیم کرتے ہیں! تو جان لو کہ وہ جہمی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا انکار کرنا چاہتا ہے اور یہ بات کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کو ٹھکرانا چاہتا ہے اور دعویٰ کر رہا ہے کہ اللہ کی تعظیم کر رہا ہے اور اس کی پاکی بیان کر رہا ہے، جب وہ دیدار الٰہی اور نزول الٰہی وغیرہ کی حدیث سن کر یہ بات کہتا ہے تو کیا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار نہیں کر رہا ہے؟

اور جب وہ یہ کہے کہ: ہم اللہ کو اس بات سے عظیم و برتر سمجھتے ہیں کہ ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے؛ تو اس نے یہ گمان کیا کہ وہ اللہ کی بابت دوسرے سے زیادہ علم والا ہے، اس لئے ایسے لوگوں سے چوکنا رہو، کیونکہ عوام الناس وغیرہ بیشتر لوگوں کا یہی حال ہے، اور لوگوں بھی اس سے آگاہ اور چوکنا کرو۔

**[١٤٦]** وَإِذَا سَأَلَكَ أَحَدٌ عَنْ مَسْأَلَةٍ فِي هَذَا الْكِتَابِ وَهُوَ مُسْتَرْشِدٌ؛ فَكَلِّمْهُ وَأَرْشِدْهُ، وَإِذَا جَاءَكَ يُنَاظِرُكَ؛ فَاحْذَرْهُ، فَإِنَّ فِي الْمُنَاظَرَةِ: الْمِرَاءَ، وَالْجِدَالَ، وَالْمُغَالَبَةَ، وَالْخُصُومَةَ، وَالْغَضَبَ، وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا جِدًّا، يُخْرِجَانِ جَمِيعًا مِنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ فُقَهَائِنَا وَعُلَمَائِنَا أَنَّهُ نَاظَرَ أَوْ جَادَلَ أَوْ خَاصَمَ.

اور جب کوئی تم سے اس کتاب کا کوئی مسئلہ پوچھے اور اس کا مقصد رہنمائی حاصل کرنا ہو؛ تو اس سے بات کرو اور اس کی رہنمائی کرو، البتہ اگر تم سے مناظرہ کرنے آئے تو اس سے دور رہو، کیونکہ مناظرہ میں جھگڑا، تکرار، ایک دوسرے پر غالب ہونا، غضب وغیرہ پایا جاتا ہے، جبکہ تمہیں ان چیزوں سے بہت زیادہ منع کیا گیا ہے، مناظرہ میں دونوں ہی راہ حق سے نکل جاتے ہیں، ہمیں اپنے فقہاء وعلماء کرام میں سے کسی سے بھی یہ بات نہیں پہنچی کہ انہوں نے مناظرہ، یا بے جا بحث وتکرار یا جھگڑا کیا ہو۔

**[١٤٧]** قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''الْحَكِيمُ لَا يُمَارِي وَلَا يُدَارِي، حِكْمَتَهُ يَنْشُرُهَا، إِنْ قُبِلَتْ حَمِدَ اللَّهَ، وَإِنْ رُدَّتْ حَمِدَ اللَّهَ''. ①

وَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ فَقَالَ: أُنَاظِرُكَ فِي الدِّينِ، فَقَالَ الْحَسَنُ: ''أَنَا عَرَفْتُ دِينِي، فَإِنْ ضَلَّ دِينُكَ فَاذْهَبْ فَاطْلُبْهُ''. ②

وَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا عَلَى بَابِ حُجْرَتِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: ''أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ كَذَا؟'' وَقَالَ الْآخَرُ: ''أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ كَذَا؟'' فَخَرَجَ مُغْضَبًا، فَقَالَ: ''أَبِهَذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهَذَا بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ؟! أَنْ تَضْرِبُوا كِتَابَ اللَّهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ؟'' ③ فَنَهَى عَنِ الْجِدَالِ.

---

① اسے امام نعیم بن حماد نے ''زوائد علی الزہد لابن مبارک'' (٣٠)، اور امام ابن بطہ نے ''الابانۃ'' (٦١١) میں حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند میں ایک مبہم راوی ہونے کے سبب سند ضعیف ہے۔

② اسے امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (٢١٥) میں، امام آجری نے ''الشریعۃ'' (ص: ٥٧) میں اور امام ابن بطہ نے ''الابانۃ'' (٥٨٦) میں روایت کیا ہے۔

③ اسے امام ابن ماجہ (٨٥)، امام احمد (٦٧٠٢، ٦٦٦٨) اور امام ابن عاصم نے ''السنۃ'' (٤٠٦) میں روایت کیا ہے، اور علامہ البانی نے اسے ''ظلال الجنۃ'' (٦٠٤) میں حسن قرار دیا ہے۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهما يَكْرَهُ الْمُنَاظَرَةَ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَمَنْ فَوْقَهُ وَمَنْ دُونَهُ إِلَى يَوْمِنا هَذَا، وَقَوْلُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ قَوْلِ الْخَلْقِ، قَالَ اللّٰهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى-: ﴿مَا يُجَٰدِلُ فِىٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟﴾ [غافر: ٤].

وَسَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا النَّاشِطَاتِ نَشْطًا؟ فَقَالَ: ''لَوْ كُنْتَ مَحْلُوقًا لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ''.[①]

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ''الْمُؤْمِنُ لا يُمَارِي، وَلَا أَشْفَعُ لِلْمُمَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَدَعُوا الْمِرَاءَ لِقِلَّةِ خَيْرِهِ''.[②]

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: دانا آدمی نہ بے جا بحث وتکرار کرتا ہے نہ باطل پرستوں سے رواداری رکھتا ہے، وہ اپنی حکمت پھیلاتا ہے؛ اگر قبول کر لی جائے تو اللہ کی حمد کرتا ہے اور نہ قبول کی جائے تو بھی اللہ کا شکر گزار رہوتا ہے۔

اور ایک شخص حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آیا، کہنے لگا: میں تم سے دین کے بارے میں مناظرہ کرنا چاہتا ہوں! تو حسن بصری نے کہا: مجھے اپنا دین معلوم ہے، اگر تمہارا دین کھو

---

① [دیکھئے: الابانۃ الکبری، از ابن بطہ (۲۲۰،۳۲۹)، والشریعۃ از امام آجری (۲۰۶۴،۱۵۱)، وشرح اصول اعتقاد اہل السنہ، از لالکائی (۱۱۳۶)، نیز دیکھئے: سلسلۃ الآثار الصحیحۃ، از عبد اللہ الدانی بن منیر آل زہوی (۲/ ۱۹۷، نمبر: ۵۲۲)۔ (مترجم)]۔

② اسے امام طبرانی نے ''معجم کبیر'' (۷۶۵۹)، ابن حبان نے ''المجروحین'' (۲/ ۲۲۶،۲۲۵) اور امام ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' (۳۳/ ۳۶۸،۳۶۷) میں عن طریق کثیر بن مروان فلسطینی سلمی، عن عبد اللہ بن یزید دمشقی، عن أبی الدرداء، وأبی امامہ الباہلی، وأنس بن مالک، وواثلۃ بن الاسقع مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' (۱/ ۱۵۶، ۷/ ۲۵۹) میں فرمایا ہے کہ: ''اس کی سند میں کثیر بن مروان ہے جسے امام یحییٰ اور دارقطنی نے کذاب کہا ہے''، اور علامہ البانی نے ''ضعیف الترغیب'' (۱۱۴) میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔

گیا ہے تو جاؤ ڈھونڈو۔

اور کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے کمرے کے دروازے پر تھے آپ نے سنا کہ ان میں سے ایک نے کہا: کیا اللہ نے ایسا نہیں فرمایا ہے؟ پھر دوسرے نے کہا: کیا اللہ نے ایسا نہیں فرمایا ہے؟ تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں باہر آئے اور فرمایا: کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ یا مجھے یہی دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہے؟ کہ تم اللہ کی کتاب کو آپس میں ایک دوسرے پر دے مارو؟ بہر کیف آپ ﷺ نے بے جا بحث و تکرار سے منع فرمایا۔

اسی طرح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نیز امام مالک رحمہ اللہ اور ان سے پہلے اور بعد والوں سے لے کر آج تک کے علماء مناظرہ کو ناپسند کرتے رہے ہیں، اور اللہ کا فرمان مخلوق کی بات سے بہت بڑا ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں“۔ [غافر: ۴]

نیز ایک شخص نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”الناشطات نشطاً“ (بند کھول کر چھڑا دینے والوں کی قسم) کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ”اگر تو سر منڈا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا“۔

نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”مومن بے جا جھگڑا تکرار نہیں کرتا، اور میں قیامت کے دن بے جا بحث و تکرار کرنے والے کی سفارش نہیں کروں گا، اس لئے تم بحث و تکرار چھوڑ دو کیونکہ اس میں بہت کم خیر ہے“۔

**[١٤٨]** وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَنْ يَقُولَ: فُلَانٌ صَاحِبُ سُنَّةٍ؛ حَتَّى يَعْلَمَ مِنْهُ أَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَتْ فِيهِ خِصَالُ السُّنَّةِ، لَا يُقَالُ لَهُ: صَاحِبُ سُنَّةٍ حَتَّى

تَجْتَمِعَ فِيهِ السُّنَّةُ كُلُّهَا.

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''أَصْلُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ هَوًى: أَرْبَعَةُ أَهْوَاءٍ، فَمِنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ أَهْوَاءٍ انْشَعَبَتْ هَذِهِ الِاثْنَانِ وَسَبْعُونَ هَوًى: الْقَدَرِيَّةُ، وَالْمُرْجِئَةُ، وَالشِّيعَةُ، وَالْخَوَارِجُ''. (١)

فَمَنْ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَلَى جَمِيعِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْبَاقِينَ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَدَعَا لَهُمْ؛ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ التَّشَيُّعِ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، وَمَنْ قَالَ: الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ، يَزِيدُ وَيَنْقُصُ؛ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِرْجَاءِ كُلِّهِ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، وَمَنْ قَالَ: الصَّلَاةُ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ، وَالْجِهَادُ مَعَ كُلِّ خَلِيفَةٍ، وَلَمْ يَرَ الْخُرُوجَ عَلَى السُّلْطَانِ بِالسَّيْفِ، وَدَعَا لَهُمْ بِالصَّلَاحِ؛ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ قَوْلِ الْخَوَارِجِ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، وَمَنْ قَالَ: الْمَقَادِيرُ كُلُّهَا مِنَ اللَّهِ، خَيْرُهَا وَشَرُّهَا، يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ؛ فَقَدْ خَرَجَ مِنْ قَوْلِ الْقَدَرِيَّةِ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، وَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ.

اور کسی مسلمان کے لئے یہ کہنا حلال نہیں کہ: فلاں صاحب سنت ہے؛ یہاں تک کہ اس کے بارے میں جان لے کہ اُس میں سنت کی خوبیاں اکٹھا ہوگئی ہیں، اسے اس وقت تک صاحب سنت نہیں کہا جائے گا جب تک کہ اس میں پورے طور پر سنت (عقیدہ و اصول) اکٹھا نہ ہو جائے۔

اور عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: بہتر بدعتوں کی اصل چار بدعات ہیں، انہی چار

---

(١) اسے امام ابن بطہ نے ''الابانۃ الکبریٰ'' (٢٧٨) میں حفص بن حمید عن ابن المبارک کے طریق سے روایت کیا ہے۔ [دیکھئے: رسالہ کا ص: (٧٩)، حاشیہ (١)]۔

بدعات سے یہ بدعت کی بہتّر شاخیں نکلی ہیں، اور وہ یہ ہیں: قدریہ، مرجئہ، شیعہ اور خوارج۔

لہٰذا جس نے ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ پر مقدم کیا اور بقیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھلی بات ہی کہی اور ان کے لئے دعا کی؛ وہ اول تا آخر پوری شیعیت سے خارج ہوگیا، اور جس نے کہا: ایمان قول اور عمل کا نام ہے وہ بڑھتا اور گھٹتا ہے؛ وہ اول تا آخر پورے ارجاء سے نکل گیا، اور جس نے کہا: صلاۃ ہر نیک اور بد کے پیچھے ہو جاتی ہے، جہاد ہر خلیفہ کے ساتھ کیا جائے گا، اور حاکم کے خلاف تلوار سے بغاوت کا عقیدہ نہ رکھا اور اُن کے لئے بھلائی کی دعا کی؛ وہ اول تا آخر خوارج کے عقیدہ سے نکل گیا، اور جس نے کہا: تمام تقدیریں اچھی ہوں یا بُری اللہ کی جانب سے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے؛ تو وہ بھی اول تا آخر قدریہ (منکرین تقدیر) کے عقیدہ سے نکل گیا، اور وہ صاحب سنت ہے۔

**[١٤٩]** وَبِدْعَةٌ ظَهَرَتْ هِيَ كُفْرٌ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَمَنْ قَالَ بِهَا فَهُوَ كَافِرٌ، لَا شَكَّ فِيهِ: مَنْ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ وَيَقُولُ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ حَيٌّ، وَسَيَرْجِعُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَجَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ، وَتَكَلَّمُوا فِي الْإِمَامَةِ، وَأَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ؛ فَاحْذَرْهُمْ، فَإِنَّهُمْ كُفَّارٌ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ، وَمَنْ قَالَ بِهَذَا الْقَوْلِ.

اور ایک بدعت ظاہر ہوئی ہے جو اللہ باعظمت کا کفر ہے، جو بھی اس بدعت کا قائل ہوگا وہ بلاشبہہ کافر ہوگا: جو رجعت پر ایمان رکھے گا اور کہے گا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ زندہ ہیں عنقریب قیامت سے پہلے واپس آئیں گے، اسی طرح محمد بن علی، جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر کی بابت مبالغہ آمیز عقیدہ رکھیں اور امامت کے بارے میں باتیں کریں نیز یہ کہ وہ

غیب جانتے ہیں؛ لہٰذا ان لوگوں سے چوکنا رہیں، کیونکہ یہ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے اللہ باعظمت کے کافر ہیں۔

قَالَ طُعْمَةُ بْنُ عَمْرٍو وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ رَحِمَهُما اللّٰهُ: مَنْ وَقَفَ عِنْدَ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ؛ فَهُوَ شِيعِيٌّ، لَا يُعَدَّلُ، وَلَا يُكَلَّمُ وَلَا يُجَالَسُ، وَمَنْ قَدَّمَ عَلِيًّا عَلَى عُثْمَانَ؛ فَهُوَ رَافِضِيٌّ قَدْ رَفَضَ أَمْرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَمَنْ قَدَّمَ الْأَرْبَعَةَ عَلَى جَمَاعَتِهِمْ، وَتَرَحَّمَ عَلَى الْبَاقِينَ، وَكَفَّ عَنْ زَلَلِهِمْ؛ فَهُوَ عَلَى طَرِيقِ الِاسْتِقَامَةِ وَالْهُدَى فِي هَذَا الْبَابِ.

اور طعمہ بن عمرو اور سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جو عثمان اور علی رضی اللہ عنہما پر توقف کرے وہ شیعہ ہے، نہ اس کی تعدیل کی جائے گی، نہ اس سے بات کی جائے گی اور نہ اس کی صحبت میں بیٹھا جائے گا، اور جو علی رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرے وہ رافضی ہے، یقیناً اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حکم کو ٹھکرا دیا ہے، اور جس نے چاروں خلفاء کو تمام صحابہ کی جماعت پر مقدم کیا اور بقیہ صحابہ کے لئے دعاء رحمت کی نیز ان کی لغزشیں بیان کرنے سے باز رہا وہ اس باب میں ہدایت واستقامت کی راہ پر ہے۔

**[١٥٠]** وَالسُّنَّةُ أَنْ تَشْهَدَ أَنَّ الْعَشَرَةَ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، لَا شَكَّ.

اور سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے، تم بھی ان کے بلاشک وشبہ جنتی ہونے کی گواہی دو۔

**[١٥١]** وَلَا تُفْرِدْ بِالصَّلَاةِ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَى آلِهِ فَقَطْ.

اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے آل کے علاوہ کسی پر انفرادی طور پر درود نہ بھیجو۔

**[١٥٢]** وَتَعْلَمْ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قُتِلَ مَظْلُومًا، وَمَنْ قَتَلَهُ كَانَ ظَالِمًا.

**اور جان لو کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مظلومانہ شہید کیا گیا ہے اور انہیں شہید کرنے والا ظالم ہے۔**

**[١٥٣]** فَمَنْ أَقَرَّ بِمَا فِي هَذَا الْكِتَابِ وَآمَنَ بِهِ وَاتَّخَذَهُ إِمَامًا، وَلَمْ يَشُكَّ فِي حَرْفٍ مِنْهُ، وَلَمْ يَجْحَدْ حَرْفًا وَاحِدًا؛ فَهُوَ صَاحِبُ سُنَّةٍ وَجَمَاعَةٍ، كَامِلٌ قَدْ كَمُلَتْ فِيهِ السُّنَّةُ، وَمَنْ جَحَدَ حَرْفًا مِمَّا فِي هَذَا الْكِتَابِ، أَوْ شَكَّ فِي حَرْفٍ مِنْهُ أَوْ شَكَّ فِيهِ أَوْ وَقَفَ؛ فَهُوَ صَاحِبُ هَوًى.

وَمَنْ جَحَدَ أَوْ شَكَّ فِي حَرْفٍ مِنَ الْقُرْآنِ، أَوْ فِي شَيْءٍ جَاءَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؛ لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى مُكَذِّبًا، فَاتَّقِ اللَّهَ وَاحْذَرْ وَتَعَاهَدْ إِيمَانَكَ.

**لہٰذا جس نے اس کتاب میں درج کردہ باتوں کا اقرار کیا، اس کا یقین کیا، اُسے آئیڈیل بنایا، اس میں ایک حرف کے بارے میں بھی شک نہ کیا، نہ ہی ایک حرف کا انکار کیا، وہ صاحب سنت وجماعت، مکمل سنت پرست ہے، اور جس نے اس کتاب میں درج کردہ ایک حرف کا بھی انکار کیا، یا ایک حرف میں بھی شک کیا، یا اس میں توقف سے کام لیا؛ وہ نفس پرست (بدعتی) ہے۔**

**اور جس نے قرآن کریم کے ایک حرف کا بھی انکار کیا یا اس میں شک کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آئی ہوئی باتوں میں سے کسی چیز کا انکار کیا وہ اللہ تعالیٰ سے جھٹلانے والے کی حالت میں ملاقات کرے گا، اس لئے اللہ سے ڈرو، ان چیزوں سے آگاہ رہو اور اپنے ایمان کی خصوصی نگہداشت کرو۔**

**[١٥٤]** وَمِنَ السُّنَّةِ أَلَّا تُعِينَ أَحَدًا عَلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا أُولِي الْخَيْرِ،

وَلَا الْخَلْقَ أَجْمَعِينَ، لَا طَاعَةَ لِبَشَرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، وَلَا تُحِبَّ عَلَيْهِ أَحَدًا، وَاكْرَهْ ذٰلِكَ كُلَّهُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.

اور سنت میں یہ ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی میں کسی کی مدد نہ کرو، نہ نیک کاروں کی' نہ ساری مخلوق کی، کیونکہ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے' اور تم اللہ سے او پر کسی سے محبت نہ کرو، اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر ان تمام چیزوں کو ناپسند کرو۔

**[١٥٥]** وَالْإِيمَانُ بِأَنَّ التَّوْبَةَ فَرِيضَةٌ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَتُوبُوا إِلَى اللّٰهِ ﷻ مِنْ كَبِيرِ الْمَعَاصِي وَصَغِيرِهَا.

اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ توبہ فرض ہے، بندوں پر واجب ہے کہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے اللہ کی طرف توبہ کریں۔

**[١٥٦]** وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْ لِمَنْ شَهِدَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ؛ فَهُوَ صَاحِبُ بِدْعَةٍ وَضَلَالَةٍ، شَاكٌّ فِيمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

اور جو ان لوگوں کے بارے میں جنت کی گواہی نہ دے جن کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی گواہی دی ہے؛ وہ بدعتی، گمراہ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں شک کرنے والا ہے۔

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ: ''مَنْ لَزِمَ السُّنَّةَ وَسَلِمَ مِنْهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَاتَ؛ كَانَ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، وَإِنْ كَانَ لَهُ تَقْصِيرٌ فِي الْعَمَلِ''.

امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے فرمایا:

جو شخص سنت کو لازم پکڑے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ محفوظ رہیں' اور وہ اسی

حال میں مرجائے؛ تو وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک کاروں کے ساتھ ہوگا، اگرچہ اس کے یہاں عمل میں کوتاہی پائی جائے۔

وَقَالَ بِشْرُ بْنُ الْحَارِثِ رَحِمَهُ اللَّهُ:

''الْإِسْلَامُ هُوَ السُّنَّةُ، وَالسُّنَّةُ هِيَ الْإِسْلَامُ''.

**بشر بن حارث رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**اسلام ہی سنت ہے اور سنت ہی اسلام ہے۔**

وَقَالَ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''إِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ فَكَأَنَّمَا أَرَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ فَكَأَنَّمَا أَرَى رَجُلًا مِنَ الْمُنَافِقِينَ''.

**اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**جب میں اہل سنت میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کو دیکھتا ہوں، اور جب اہل بدعت میں سے کسی کو دیکھتا ہوں تو گویا منافقین میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں۔**

وَقَالَ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''الْعَجَبُ مِمَّنْ يَدْعُو الْيَوْمَ إِلَى السُّنَّةِ وَأَعْجَبُ مِنْهُ مَنْ يُجِيبُ إِلَى السُّنَّةِ فَيَقْبَلُ''. [1]

**اور یونس بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**آج کے دور میں اس پر تعجب ہے جو سنت کی دعوت دے اور اس سے بھی زیادہ باعث**

---

(1) اسے قریب قریب الفاظ کے ساتھ امام ابونعیم نے ''الحلیۃ'' (۳/۲۱) اور امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (۲۱، ۲۲، ۲۳) میں کئی طرق سے یونس بن عبید سے روایت کیا ہے۔

تعجب وہ ہے جو سنت کی دعوت کو مان کر اسے قبول کرلے۔

وَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ عِنْدَ الْمَوْتِ: السُّنَّةَ السُّنَّةَ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِدَعَ حَتَّى مَاتَ.

**امام ابن عون رحمہ اللہ موت کے وقت کہہ رہے تھے: سنت کو لازم پکڑو، سنت کو لازم پکڑو، اور خبردار! بدعات سے بچ کر رہنا! یہاں تک کہ ان کی موت ہوگئی۔**

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ:

''مَاتَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي، فَرُئِيَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: قُولُوا لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ: عَلَيْكَ بِالسُّنَّةِ، فَإِنَّ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي اللَّهُ سَأَلَنِي عَنِ السُّنَّةِ''.

**امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص کی موت ہوئی، اسے خواب میں دیکھا گیا وہ کہہ رہا تھا: ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے کہہ دو کہ: سنت کو لازم پکڑے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سب سے پہلا سوال جو کیا وہ سنت ہی کے بارے میں کیا۔**

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''مَنْ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ مُسْتَوْرًا؛ فَهُوَ صِدِّيقٌ، وَيُقَالُ: الِاعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ''. ①

**اور امام ابو العالیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:**

---

① اسے امام دارمی (۹۶)، امام ابونعیم نے ''الحلیۃ'' (۳/۳۶۹) اور امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (۱۳۶، ۱۳۷) میں امام زہری روایت کیا ہے، فرماتے ہیں:

''كَانَ مَنْ مَضَى مِنْ عُلَمَائِنَا يَقُولُ: الِاعْتِصَامُ بِالسُّنَّةِ نَجَاةٌ''۔

ہمارے علماء جو گزر چکے ہیں کہا کرتے تھے: سنت پر مضبوطی سے کاربند رہنا نجات ہے۔

جوشخص سنت پر گمنامی کی حالت میں مرگیا؛ وہ صدیق ہے، اور کہا جاتا ہے: سنت پر مضبوطی سے کاربند رہنا ہی نجات ہے۔

وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''مَنْ أَصْغَى بِأُذُنِهِ إِلَى صَاحِبِ بِدْعَةٍ؛ خَرَجَ مِنْ عِصْمَةِ اللَّهِ، وَوُكِلَ إِلَيْهَا''؛ يَعْنِي: إِلَى الْبِدَعِ. ①

اور سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے کسی بدعتی کی بات پر کان دھرا وہ اللہ کی حفاظت سے نکل گیا اور اُسے اسی کے حوالے کر دیا گیا؛ یعنی بدعات کے۔

وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''أَوْحَى اللَّهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالَى- إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ: لَا تُجَالِسْ أَهْلَ الْبِدَعِ؛ فَإِنْ جَالَسْتَهُمْ فَحَاكَ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ مِمَّا يَقُولُونَ أَكْبَبْتُكَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ''. ②

اور داود بن ابو ہند رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ: تم بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ اگر تم ان کے ساتھ بیٹھو گے اور ان کی کوئی بات تمہارے دل میں کھٹک جائے گی، تو میں تمہیں منہ کے بل جہنم میں ڈال دوں گا۔

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ ③:

''مَنْ جَالَسَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ لَمْ يُعْطَ الْحِكْمَةَ''.

---

① اسے امام ابونعیم نے ''الحلیۃ'' (۷/ ۲۶، ۳۴) اور ابن بطہ نے ''الابانۃ'' (۴۴۴) میں سفیان سے روایت کیا ہے۔

② اسے امام آجری نے ''الشریعۃ'' (ص: ۵۷) اور ابن بطہ نے ''الابانۃ الکبری'' (۵۵۶) میں قریب قریب الفاظ کے ساتھ خصیف جزری سے روایت کیا ہے۔

③ اسے امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' (۹۴۸۲)، امام لالکائی نے ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' (۱۱۴۹) اور امام ابونعیم نے ''الحلیۃ'' (۸/ ۱۰۳) میں روایت کیا ہے۔

**اور فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**جو کسی بدعتی کے ساتھ بیٹھے گا حکمت سے محروم کر دیا جائے گا۔**

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ:

’’لَا تَجْلِسْ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكَ اللَّعْنَةُ‘‘. ①

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**کسی بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ تم پر لعنت اتر جائے گی۔**

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ’’مَنْ أَحَبَّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ؛ أَحْبَطَ اللَّهُ عَمَلَهُ، وَأَخْرَجَ نُورَ الْإِسْلَامِ مِنْ قَلْبِهِ‘‘. ②

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا: جو کسی بدعتی سے محبت رکھے گا: اللہ تعالیٰ اس کا عمل رائیگاں کر دے گا اور اسلام کا نور اس کے دل سے نکال دے گا۔**

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ:

’’مَنْ جَلَسَ مَعَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ وَرَّثَهُ الْعَمَى‘‘. ③

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**جو کسی بدعتی کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ اُسے اندھے پن کا شکار بنا دیتا ہے۔**

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ:

---

① اسے امام بیہقی نے ’’شعب الایمان‘‘ (۷/ ۹۴۴)، امام لالکائی نے ’’شرح اصول اعتقاد اہل السنہ‘‘ (۲۶۲) اور امام ابن بطہ نے ’’الابانۃ الکبری‘‘ (۴۴۱، ۴۵۱) میں روایت کیا ہے۔

② اسے امام لالکائی نے ’’شرح اصول اعتقاد اہل السنہ‘‘ (۲۶۲)، امام ابونعیم نے ’’الحلیۃ‘‘ (۸/ ۱۰۳) اور امام ابن بطہ نے ’’الابانۃ الکبری‘‘ (۴۴۰) میں روایت کیا ہے۔

③ اسے امام ابونعیم نے ’’الحلیۃ‘‘ (۸/ ۱۰۳) اور لالکائی نے ’’شرح اصول الاعتقاد‘‘ (۲۶۴) میں روایت کیا ہے۔

''إِذَا رَأَيْتَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فِي طَرِيقٍ، فَجُزْ فِي طَرِيقٍ غَيْرِهِ''.[1]

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**جب تم کسی بدعتی کو راستے میں دیکھو تو اسے چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلو۔**

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''مَنْ عَظَّمَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ؛ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ''[2]، ''وَمَنْ تَبَسَّمَ فِي وَجْهِ مُبْتَدِعٍ؛ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ ﷻ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ، وَمَنْ زَوَّجَ كَرِيمَتَهُ مِنْ مُبْتَدِعٍ؛ فَقَدْ قَطَعَ رَحِمَهَا، وَمَنْ تَبِعَ جِنَازَةَ مُبْتَدِعٍ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ''.[3]

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

**جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی؛ اُس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد کی، اور جو کسی بدعتی سے مسکرا کر ملا اُس نے محمد ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی توہین کی، اور جس نے اپنی لاڈلی کو کسی بدعتی سے بیاہ دیا؛ اُس نے اس کا رشتہ کاٹ دیا، اور جو کسی بدعتی کے جنازے کے پیچھے جاتا ہے وہ برابر اللہ کی ناراضگی میں رہتا ہے جب تک کہ لوٹ نہ آئے۔**

وَقَالَ الْفُضَيْلُ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''آكُلُ مَعَ يَهُودِيٍّ وَنَصْرَانِيٍّ وَلَا آكُلُ مَعَ مُبْتَدِعٍ، وَأُحِبُّ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حِصْنٌ مِنْ حَدِيدٍ''.[4]

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

---

① اسے امام ابو نعیم نے ''الحلیۃ'' (۸/ ۱۰۳) اور ابن بطہ نے ''الابانۃ الکبریٰ'' (۴۹۳) میں روایت کیا ہے۔

② دیکھئے: ''السلسلۃ الضعیفۃ'' از علامہ البانی (۱۸۶۲)۔

③ اسے امام ابو نعیم نے ''الحلیۃ'' (۸/ ۱۰۳) میں روایت کیا ہے۔

④ اسے امام لالکائی نے ''شرح اصول الاعتقاد'' (۱۱۴۹) اور امام ابو نعیم نے ''الحلیۃ'' (۸/ ۱۰۳) میں روایت کیا ہے۔

میں کسی یہودی اور نصرانی کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہوں مگر کسی بدعتی کے ساتھ نہیں کھا سکتا، اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اور بدعتی کے درمیان لوہے کا قلعہ (آڑ) ہو۔

وَقَالَ الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: ''إِذَا عَلِمَ اللَّهُ مِنَ الرَّجُلِ أَنَّهُ مُبْغِضٌ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ؛ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ قَلَّ عَمَلُهُ''[1]، ''وَلَا يَكُنْ صَاحِبُ سُنَّةٍ يُمَالِئُ صَاحِبَ بِدْعَةٍ إِلَّا نِفَاقًا''[2]، ''وَمَنْ أَعْرَضَ بِوَجْهِهِ عَنْ صَاحِبِ بِدْعَةٍ؛ مَلَأَ اللَّهُ قَلْبَهُ إِيمَانًا، وَمَنِ انْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ آمَنَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ، وَمَنْ أَهَانَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ؛ رَفَعَهُ اللَّهُ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ، فَلَا تَكُنْ تُحِبُّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فِي اللَّهِ أَبَدًا''.

**نیز فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:**

جب اللہ تعالیٰ آدمی کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ بدعتی سے نفرت کرنے والا ہے تو اسے بخش دیتا ہے اگرچہ اس نے تھوڑا ہی عمل کیا ہو۔ اور کوئی صاحب سنت کسی بدعتی سے دوستی نہیں رکھ سکتا سوائے نفاق کی بنا پر، اور جو کسی بدعتی سے منہ پھیر لے گا اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو ایمان سے بھر دے گا، اور جو کسی بدعتی کو ڈانٹے گا اللہ تعالیٰ اُسے سب سے بڑی گھبراہٹ کے دن (روز قیامت) بے خوف کر دے گا، اور جو کسی بدعتی کی توہین کرے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجات بلند فرمائے گا، اس لئے تم کبھی بھی کسی بدعتی سے اللہ واسطے محبت نہ کرنا۔

---

① اسے ابونعیم نے ''الحلیۃ'' (۸/ ۱۰۳) اور امام ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' (۴۸/ ۳۹۷) میں روایت کیا ہے۔

② اسے امام لالکائی نے ''شرح اصول الاعتقاد'' (۲۶۶) اور امام ابن بطہ نے ''الابانۃ'' (۴۲۹) میں روایت کیا ہے۔

# NOTES

# NOTES

# ہماری اہم مطبوعات

A1 Grafix Studio : +91-9819189965


## SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai-70.

+91 9892255244 +91 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com